ارشادات حضرت مرزا غلام احمد قادیانی (مجدد صد چہاردہم)

اخلاق کی اقسام از روئے کتاب اللہ

اخلاق دو قسم کے ہیں۔ اول وہ اخلاق جن کے ذریعہ سے انسان ترکِ شر پر قادر ہوتا ہے۔ دوسرے وہ اخلاق جن کے ذریعہ سے انسان ایصال خیر پر قادر ہوتا ہے اور ترکِ شر کے مفہوم میں وہ اخلاق داخل ہیں جن کے ذریعہ سے انسان کوشش کرتا ہے کہ تا اپنی زبان یا اپنے ہاتھ یا اپنی آنکھ یا اپنے کسی عضو سے دوسرے کے مال یا عزت یا جان کو نقصان نہ پہنچا سکے۔ یا نقصان رسانی اور کسرِ شان کا ارادہ نہ کر سکے اور ایصال خیر کے مفہوم میں تمام وہ اخلاق داخل ہیں جن کے ذریعہ سے انسان کوشش کرتا ہے کہ اپنی زبان یا اپنے ہاتھ، اپنے مال یا اپنے علم یا کسی اور ذریعہ سے دوسرے کے مال یا عزت کو فائدہ پہنچا سکے۔ یا اس کے جلال یا عزت ظاہر کرنے کا ارادہ کر سکے۔ یا اگر کسی نے اس پر کوئی ظلم کیا تھا تو جس سزا کا وہ ظالم مستحق تھا اس سے درگذر کر سکے۔ اور اس طرح اس کو دُکھ اور عذابِ بدنی اور تاوانِ مالی سے محفوظ رہنے کا فائدہ پہنچا سکے۔ یا اس کو ایسی سزا دے سکے جو حقیقت میں اس کے لئے سراسر رحمت ہے۔

(از کتاب: اسلامی اصول کی فلاسفی)

اداریہ

تدارک فسادِ معاشرہ! مگر کیسے؟

انسانی زندگی کی ترقی اور کامیابی کا انحصار تمدن پر ہے۔جو قوم جتنی زیادہ متمدن ہوگی اتنی ہی زیادہ کامیاب اور ترقی یافتہ ہوگی۔تمدن کسی قوم کی ان صفات، وصائف اور خوبیوں کا نام ہے جو ان کی تعلیمی ، معاشرتی ، سیاسی ، اقتصادی اور مذہبی حالت کو ظاہر کرے۔ جو قوم ان حالتوں کو جتنا بہتر اور احسن بتاتی ہے وہ قوم اتنی ہی کامیاب اور ترقی یافتہ متصور کی جاتی ہے۔اس ترقی کے لئے علم و ہنر کا فروغ ،صنعت وحرفت ،تجارت کی وسعت ،فرائض و ذمہ داریوں کی ادائیگی ،امن عامہ کا قیام تو ضروری ہے ہی لیکن یہ سب چیزیں بعد میں آتی ہیں۔سب سے پہلی بات جو کسی قوم کی ترقی وفلاح کا موجب ہوسکتی ہے وہ صاحب اقتدار افراد کا طاقت ،حکومت اور اقتدار ملنے کے بعد عوام اور زیر دسترس افراد کے ساتھ عدل و انصاف ، رواداری اور آزادی کا برتاؤ ہے۔علم تجارت سائنس کی ترقی ، بلند و بالا عمارتوں کا قیام، آرام دہ سفر کے ذرائع یہ سب بعد میں آنے والی چیزیں ہیں۔سب سے پہلی اور ضروری بات رعایا کی خوشحالی اور حکومت کا عدل اور رواداری ہے۔اگر ایک قوم کے پاس روپیہ اور دولت وطاقت کے انبار ہیں۔اس کی تجارت بھی وسیع ہے، وہ ذخائر سے بھی مالا مال ہے۔ یونیورسٹیاں اور دیار العلوم بھی اس نے کافی بنا رکھے ہیں۔لیکن ان خوبیوں کے ساتھ ہی رعایا حکومت سے شاکی اور نالاں ہے تو یہی وہ ناقص اور کمزور پہلو ہے جو تمدن کی عمارت کو زمین بوس کرنے کے لئے کافی ہے۔قوموں کی تہذیب پہ یہ وہ سیاہ داغ ہے جو قوموں کے عروج کو گہنا دیتا ہے۔قومیں فساد اور انتشار کا شکار ہوجاتی ہیں۔ناانصافی کے مارے لوگ انتقام کے شعلوں مارتی آگ کی چادر اوڑھ کر دوسرے معصوم لوگوں کی زندگیاں بھی تباہ و برباد کردیتے ہیں ۔ یہ فساد انتقام در انتقام کی صورت اختیار کرتا چلا جاتا ہے،تمدن ،فساد کی امر بیل میں لپٹا دم توڑتا چلا جاتا ہے۔اس فساد کو طاقت اور قوت کے بے دریغ استعمال کی بجائے حکمت و دانائی اور عدل و انصاف کی بحالی کے ذریعہ ہی رد کیا جاسکتا ہے ۔ابتدائی اسلامی تاریخ اس معاملے میں ہمارے لئے خضر راہ کی حیثیت رکھتی ۔ کیونکہ اس تہذیب کے تمام پہلو انتہائی روشن اور درخشندہ ہیں۔ یہ خوش اعتقادی نہیں بلکہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا دوست و دشمن کو بلا تعامل اعتراف کرنا پڑتا ہے۔رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کا تو ہر لمحہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ آپ ؐ کا ہر قول وفعل رحمت ہی رحمت تھا۔آپؐ کے فیصلے ہمیشہ عدل کا نمونہ پیش کرتے ہوئے نظر آتے تھے۔آپؐ کی سیرت نہ صرف رواداری،عدل وانصاف اور درگزر پر مبنی تھی بلکہ آپؐ نے تو دشمنوں سے بھی وہ رحیمانہ سلوک کیا کہ دنیا کی تاریخ اس قسم کی دوسری مثال پیش کرنے سے قاصر ہے ۔ اسی طریق محمدیؐ نے اس تمدن کے بام عروج پر پہنچے ہوئے معاشرے کا نمونہ دکھایا جسے ہم دور عمرؓ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔جس میں نہ فساد تھا نہ انتقام ،جس میں تمدن کی ہر خوبی احسن سانچے میں ڈھلی نظر آتی ہے۔آج ہمیں بھی ضرورت ہے کہ اسی چشمہ کی طرف رجوع کیا جائے جس سے سیراب ہوکر وہ لوگ کامیاب ہوئے۔جس کتاب نے عرب کے منتشر معاشرہ کو نہ صرف یکجا کردیا بلکہ فساد کی تمام صورتوں کی جڑ پر وار کرنے والا تبر ہمارے ہاتھ میں دے دیا ضرورت ہے تو بس اس کو استعمال کرنے کی۔

☆☆☆☆

خطبہ جمعۃ المبارک

فرمودہ حضرت امیر ڈاکٹر عبدالکریم سعید پاشا صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

برموقع سالانہ دعائیہ 2016ء، بمقام جامع دارالسلام لاہور

میں نے سورۃ الجمعہ کی پہلی پانچ آیات تلاوت کیں ہیں ان کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے:

''اللہ بے انتہاء رحم والے بار بار رحم کرنے والے کے نام سے،

ترجمہ: ''اللہ کی تسبیح کرتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، (جو) بادشاہ پاک غالب حکمت والا (ہے) وہی ہے جس نے اُمیوں کے اندر انہی میں سے ایک رسول بھیجا، جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور اُنہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور وہ پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں پڑے تھے اور ان میں اُن میں سے اوروں کو بھی۔ جو ابھی اُن کو نہیں ملے اور وہ غالب حکمت والا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ (تعالیٰ) بڑے فضل والا ہے، اُن لوگوں کی مثال جن پر توریت کا بوجھ ڈالا گیا پھر اُنہوں نے اسے نہ اٹھایا گدے کی مثال کی طرح ہے (جو) کتابیں اٹھاتا ہے، کیا ہی بُری مثال ان لوگوں کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلاتے ہیں اور اللہ (تعالیٰ) ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (سورۃ الجمعہ آیت ۱ تا ۵)

اس سورۃ کا مفہوم بہت ہی وسیع ہے اور آج کے خطبہ میں دو اہم پہلو ہیں جن کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ایک **وآخرین منھم لما یلحقو بھم** کی تشریح اور دوسرا پہلو اس سورۃ میں جمعہ کی نماز کا حکم جس پر عمل ضروری ہے اور ہم سب کو اس کی طرف توجہ دینی ہے کہ جمعہ کے وقت کی پابندی کی جائے اور باقاعدگی سے قرآن کے اس حکم پر عمل کیا جائے۔

''جب نماز کے لئے جمعہ کے دن بلایا جائے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف جلدی آؤ اور کاروبار چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔'' (سورۃ الجمعہ آیت 9)

آج ہم نے اپنے آپ سے پوچھنا ہے کہ کیا ہم اس حکم کی تعمیل کرتے ہیں؟ کیا آذان سنتے ہی نماز کی طرف آجاتے ہیں؟ یا کاروبار اور دنیاوی کاموں کو ترجیح دیتے ہیں؟ یا خطبہ ختم ہونے کے قریب ہو یا نماز کھڑی ہونے والی ہو تو مسجد کا رخ کر لیتے ہیں؟ اگر ہم ایسے کر رہے ہیں تو پھر قرآن کریم کے حکم یعنی **جب نماز کے لئے جمعہ کے دن بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی آؤ اور کاروبار چھوڑ دو** کی ہم حکم عدولی کر رہے ہیں۔

اس سورۃ کا آغاز اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کیا ہے **''اللہ کی تسبیح کرتا ہے جو کچھ آسمان میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے''** کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ تمام دنیا اور کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ کی تسبیح کرتا ہے، جو جو کام کسی شے کے ذمہ لگایا گیا وہ اس کو پورا پورا ادا کرتی ہے۔ شہد کی مکھی شہد بنائے جا رہی ہے، گائے دودھ گوشت چمڑا مہیا کیے جا رہی ہے، درخت پھل دیئے جا رہے ہیں، سایہ مہیا کیے جا رہے ہیں، کٹ کٹ کر آگ کا ایندھن بنے جا رہے ہیں۔ ہر چیز اپنی تخلیق کا مقصد ادا کر رہی ہے۔ **تو کیا انسان جو اشرالمخلوقات کہلاتا ہے اللہ کی تسبیح سے بے نیاز ہے اور زندگی بے مقصد گزارتا چلا جا رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو اس سورۃ میں القدوس العزیز الحکیم کہتا ہے اور اپنے آپ کو کائنات کا بادشاہ کہتا ہے، اپنے آپ کو پاک کہتا ہے، غالب حکمت والا کہتا ہے**

کیا انسان ایسا ہے کہ اس کے اس حکم پر غور نہ کرے اور اپنی تخلیق کا مقصد ہی بھول جائے؟ خدا تعالیٰ نے تخلیق کا ایک اہم مقصد قرآن کریم میں بیان فرمایا وہ یہ ہے کہ **''ہم نے جن اور انسان نہیں بنائے مگر اطاعت الٰہی کے لئے''** اللہ تعالیٰ نے اتنی کائنات انسان کی خاطر بنائی اور اس کو اس پر راج دیا، فرشتوں کو اس کے آگے سجدہ کروایا اور صرف ایک مقصد بتایا کہ وہ اس کی عبادت کرے۔ اس پر غور کرنا ہے کہ صرف جمعہ کی نماز ہی عبادت میں نہیں آتی۔

عبدیت کا مفہوم

عبدیت ایسا لفظ ہے جو اپنے اندر تمام انسان کے افعال کو سمیٹ لیتا ہے، یہ اس حالت کا نام ہے کہ جس میں زندگی کا ہر لمحہ، زندگی کا ہر فیصلہ صرف اور صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے صَرف کیا جائے درمیان میں نہ جنت کی تمنا اور نہ دوزخ کا ڈر حائل ہو، ایک ہی مقصد ہو کہ میں نے اپنے خالق کے لئے عبادت کرنی ہے، اس کا عبد بنا ہے کیونکہ اس نے مجھے اسی مقصد کے لئے بنایا ہے۔

اگر ہم سوچیں تو ہماری جماعت پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا فرض دو بناء پر عائد ہوتا ہے۔ **ایک** یہ کہ ہم مسلمان ہیں۔ سوچیں کہ مسلم کا مطلب کیا ہے؟ مسلم کا مطلب یہی ہے کہ اطاعت کرنے والا ہو، امن سے لوگوں کے ساتھ رہ کر اللہ تعالیٰ کی مکمل اطاعت کرنے والا مسلم کہلاتا ہے، جب اللہ تعالیٰ کہے کہ '**اسلم**' فرمانبردار ہو جاؤ تو عظیم سے عظیم نبی بھی فوراً کہتے ہیں کہ **اسلمت لربہ العالمین** ۔قرآن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالے آتا ہے **واذ قال لہٗ ربہ اسلم لا قال اسلمت لرب العالمین** درمیان میں کوئی وقفہ نہیں آتا بلکہ وقفہ نہ کرنے پر زور دینے کے لئے وہاں عبارت میں 'لا' لکھ دیا گیا ہے۔ اگر ہم قرآن میں دیکھیں کہ اسلم اور اسلمت لرب العالمین کے درمیان لا لکھا ہوا ہے اس جگہ رکنے کی گنجائش نہیں ہے۔ **اللہ اور رسول صلعم کا حکم فوراً ادا کر دینا مسلمان پر لازم ہے۔ اگر درمیان میں بہانے آجائیں تو یہ** اسلام نہیں رہتا۔

دوسری بڑی وجہ کیا ہے؟ ایک تو ہم مسلمان ہیں اور ہمیں خدا کے لئے 'اسلم' بننا پڑے گا۔ دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ جس سورہ میں قرآن کریم حکم فرماتا ہے کہ جب جمعہ کی نماز کے لئے پکارا جائے تو سب کچھ چھوڑ کر نماز کے لئے آجاؤ۔ انسان سوچ میں پڑ جاتا ہے کہ میں یہ کام کیسے چھوڑ دوں۔ چاہے وہ چھوٹا سا ہی کام کیوں نہ ہو وہ ہماری نظروں میں اس وقت بڑا لگنے لگ جاتا ہے۔ چھوڑا جا سکتا ہے لیکن چھوڑنے کی آرزو نہیں ہوتی۔

و آخرین منھم اور ہماری جماعت

''اور ان میں سے اوروں کو بھی جو ابھی ان کو نہیں ملے''

اس کی تشریح کم از کم ہماری جماعت بغیر کسی شک کے مانتی ہے کہ یہ ہماری جماعت ہے جس کے لئے یہ الفاظ مصداق ٹھہرائے گئے ہیں کہ وہ جو ابھی ان صحابہؓ کے ساتھ ابھی نہیں شامل اور بعد میں آئیں گے، وہ ایک جماعت ہوگی جو کھڑی کی جائے گی اور زمانہ کو ان کے کھڑے ہونے کی ضرورت پیش آئے گی اور پھر ان کا کردار ایسا ہی ہوگا جیسا صحابہؓ کا تھا۔

جب یہ سورۃ نازل ہوئی تو حضرت ابو ہریرہؓ نے رسول کریم صلعم سے پوچھا کہ یہ آخرین منھم کون ہیں؟ رسول کریم صلعم خاموش رہے اور پھر جب یہ سوال تیسری مرتبہ پوچھا گیا تو پھر آپؐ نے **حضرت سلیمان فارسیؓ کے کندھا پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ ''اگر ایمان ثریا تک بھی چلا جائے تو اس کو فارس کا شخص واپس لے آئے گا''** تو رسول کریم صلعم نے اشارۃ بتا دیا کہ دین دلوں سے مسلمانوں کے عملوں سے، ان کی کمزوریوں اور لاعلمی کی وجہ سے اور پھر ان کے عقیدے تبدیل ہو جانے سے اور غلط عقاید اور بدعتیں دین میں شامل کر دینے سے کمزور ہو جائے گا۔ عقیدوں کی تبدیلی سے اسلام اس کمزور مقام پر پہنچ چکا تھا کہ چودھویں صدی میں بڑے بڑے عالم بھی عیسائیوں اور ہندوؤں کے مقابلہ میں بے بس ہو گئے تھے۔ لاکھوں کی تعداد میں اپنا مذہب چھوڑ رہے تھے۔ اسلام

کا پاک مذہب اور قرآن کی تعلیم دلوں سے نکل کر دور جا چکی تھی۔یعنی کہ قرآن دور ہو چکا تھا کہ جیسے ثریا پر چلا گیا ہو۔تو رسول کریم صلعم کے فرمان کے مطابق اس وقت ایک شخص آیا جو حضرت سلیمان فارسیؓ کی نسل میں سے تھا اور ان لوگوں میں سے تھا اور وہ اس قرآن اور اس تعلیم کو واپس لے کر آیا۔دوسرے الفاظ میں رسول کریم صلعم نے بتایا تھا کہ اسلام پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جس میں مشکلات ہوں گی پھر ایک شخص اُٹھے گا اور مقابلہ ڈٹ کر کرے گا اور فتح پائے گا۔

آج مسلمان عالم بھی اکثر اعتراف کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے عیسائیوں پر فتح پائی، ہندوؤں پر فتح پائی،اپنے دشمنوں پر فتح پائی،تو جب وہ فتح پانے والا آ گیا اور ابن فارس بھی تھا تو پھر لوگوں کو سمجھ جانا چاہیے تھا کہ کتنی صاف پیشگوئی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ حدیث نبویؐ کے مطابق سورج گرہن اور چاند گرہن کا رمضان میں واقعہ ہونا بھی گواہ بنا اور وہ حالات بھی تھے جبکہ لوگ پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ وہ کب آئے گا جس کا انتظار ہے لیکن جب وہ آیا تو اس کو جھٹلا دیا گیا۔

رسول کریم صلعم کے اثر سے صحابہ کرامؓ پاکیزہ لوگ بن گئے اور جس بھی گناہ میں مبتلا تھے پارسا ہو گئے اور یہی پیشگوئی تھی کہ جب وہ شخص آئے گا تو یہی نمونہ دوبارہ دہرایا جائے گا۔**ایک انسان نے پورا مکمل عمل کر کے اپنے آپ کو رسول کریم صلعم کا غلام ثابت کر دیا تو اسے اللہ تعالیٰ نے انعام میں اس صدی کا مجدد بنا دیا اور اس کو مسیح موعود اور مہدی معہود کا لقب عطا فرمایا اور اس کے اردگرد جو جمع ہوئے پہلے والوں کی طرح باوقار لوگ اور کردار کے پکے لوگ بن گئے اور یہی کام ہوتا ہے کسی مجدد و محدث کا جو اللہ کی طرف سے آتا ہے۔**یہ اس کا کام ہوتا ہے کہ لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچائے اور ان کو پاک بنائے،وہ پاک بنانے کا کام اپنے پاکیزہ نمونہ سے ممکن بناتا ہے اور وہ صرف قرآن اور مکمل اطاعت رسول سے ہی ممکن ہے۔

مسلمان ہونا کسی فتویٰ کا محتاج نہیں

مسلمان وہی ہوگا جو کلمہ گو ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے آگے سر جھکائے گا اور اُس کے ہر حکم کو مانتا رہے گا۔ہم کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں لوگ کہتے ہیں آپ نہیں۔اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔حضرت بھلے شاہؒ ولی اللہ تھے جن کا کلام پڑھنا فخر اور ثواب کا موجب بن گیا ہے لیکن ان کی لاش چار دن تک سڑکوں پر پڑی رہی اور کوئی جا کر دفنانے کے لئے تیار نہ ہوا۔**اس لئے ہم پر جو فرض عائد ہوتا ہے کہ جو حضرت صاحب کی تعلیم ہے اس پر ہم عمل کریں اور قرآن اور سنت رسولؐ پر اسی طرح عمل کر کے دکھائیں جیسا کہ صحابہ کرامؓ نے کر کے دکھایا اور ان کی زندگیاں تبدیل ہو گئیں۔**آپ تصور کر سکتے ہیں کہ حضرت عمرؓ تلوار لے کر نکلے کہ آج رسول کریم صلعم کا (نعوذ باللہ) خاتمہ کر کے آئیں گے لیکن صرف سورۃ طٰہٰ کی آٹھ قرآنی آیات سن کر ان پر وہ اثر ہوا کہ وہ فوراً مومن بن گئے۔صرف اپنے ذہن کو کھول کر رکھنا پڑتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقی الا تذکرۃ لمن یخشی اس کا مطلب یہی ہے کہ خدا سے ڈرو گے تو قرآن تمہارے لئے یاددہانی کا موجب ہوگا۔**آپ کو یاددہانی کروائے گا کہ کدھر بھٹکتے پھرتے ہو اور اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اس مجدد کی جماعت میں ہیں اور ہم پر وہ اثر نہیں ہو رہا کہ ہم واخرین منھم والا نمونہ بن جائیں تو پھر کمزوریوں پر سوچ بچار کرنی چاہیے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔**آخرین منھم ایک عزت کا لقب،انعام ہے جو اللہ نے ہم کو دیا اس کی ہم بے قدری نہ کریں اور اس انعام کی قدر اسی میں ہے کہ ہم قرآن اور حدیث پر عمل کریں اور اگر نہیں کریں گے تو ہم اللہ سے دور ہو جائیں گے۔**

قرآن کی یہ آیت غور طلب ہے:

ترجمہ:**"ان لوگوں کی مثال جن پر توریت کا بوجھ ڈالا گیا،پھر انہوں نے اسے نہ اٹھایا گدھے کی مثال کی طرح ہے جو کتابیں اٹھاتا ہے،کیا ہی بُری مثال اُن لوگوں کی ہے جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔" (سورۃ الجمعہ آیت ۵)**

ہم بڑی آسانی سے یہ آیت پڑھ جاتے ہیں اور کبھی دھیان تک نہیں کرتے کہ یہ مثال کیوں دی گئی ہے اور مطمئن ہو جاتے ہیں کہ یہ تو یہودیوں کا ذکر ہو رہا ہے۔ان کو کتاب دی اور انہوں نے اس پر عمل نہ کیا،ان کو اللہ تعالیٰ نے اس مثال میں

گدھے کے ساتھ تشبیہ دی جس پر کتابیں لادی ہیں اور وہ عمل نہیں کر رہا اور ان کو ظالم بھی کہا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار یہ کہہ کر کیا کہ **اس کی مثال کتنی بُری مثال ہے۔** قرآن پر عمل کرنا ہمارے لئے بھی بہت ضروری ہے کیونکہ البقرہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا **''جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے کتاب دی وہ اس کی تلاوت کا حق ادا کرتے ہیں''** حق کا مطلب ہے کہ وہ وہی کرتے ہیں جو ان کو کرنا چاہیے۔

قرآن کی تلاوت کا حق

کیا خوبصورتی سے قرآن تلاوت کرنے سے اس کا حق ادا ہو جاتا ہے؟ نہیں، بلکہ حق تب ادا ہوتا ہے جب اس کو پڑھ کر، سمجھ کر، عمل کر کے اپنے اندر ایک تبدیلی لا کر اپنے آپ کو ایک نمونہ بنا کر پھر اس کی تبلیغ کرنا۔ ورنہ سورۃ الفرقان میں آتا ہے **''اور رسول نے کہا ہے اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑی ہوئی چیز قرار دے دیا ہے''**

قرآن کوئی بھی مسلمان نہیں چھوڑتا، کوئی مسلمان سوچ بھی نہیں سکتا ہے کہ وہ قرآن چھوڑ دے گا، اس کا قرآن کے ساتھ محبت کا یہی تقاضا نہیں کہ خوبصورت سے خوبصورت غلاف میں بند کر کے اچھی طرح پھر کسی اونچی جگہ سجا دیا جائے، کسی کی شادی ہو، ختم کرنا ہو تو اس کو پڑھ لیا جائے۔ حق ادا کرنا یہ ہوتا ہے کہ قرآن کے ہر حکم پر عمل کیا جائے صرف ایک آیت با ترجمہ پڑھو لیکن اس پر عمل ضرور کرو۔ صحابہ کرامؓ تب تک ایک آیت سے دوسری آیت کی طرف نہیں جاتے تھے جب تک اس پر عمل نہیں کر لیتے تھے۔

قرآن ہمارے لئے چھوڑی ہوئی چیز تب ہو گی جب ہم اس پر عمل نہیں کریں گے۔ کسی کو نہیں معلوم کہ اس نے کیا پایا، کیا حاصل کیا اور قرآن پر کتنا عمل کیا لیکن ہر ایک جانتا ہے کہ قرآن علم سے بھری ہوئی کتاب ہے، اس پر عمل ضروری ہے۔ عمل نہ کیا تو تلاوت کا حق بھی ادا نہ ہوا۔

آج کا پیغام

آج میرا پیغام جماعت کے لئے یہ ہے کہ ہر احمدی قرآن کی تلاوت کا حق ادا کرے اور والدین اور بزرگ اپنے اولادوں کو قرآن کی تعلیم دینے یا دلوانے کا انتظام کریں اور نہ صرف جمعہ کی نماز جس کا مذکورہ بالا آیات میں ذکر آیا بلکہ قرآن کے حکم اقیمو الصلوٰۃ پر بھی عمل پیرا ہوں اور اولاد کی توجہ بھی اس طرف مبذول کریں۔

دعا

اللہ تعالیٰ سے ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں قرآن کی تعلیم پر عمل کرنے والا بنائے اور ہمیں بھی اپنے جماعت کے پہلے بزرگوں کی طرح و آخرین منھم کے مصداق بنائے ہمیں بھی تقویٰ کی راہوں میں چلنے میں استقامت عطا فرمائے اور ہمیں اس کی ہمت عطا فرمائے۔ اللہ ہماری جماعت کی حفاظت فرمائے اور ہمیں اسلام کے فروغ میں اپنا کردار بغیر روک ٹوک کے ادا کرنے میں مدد فرمائے۔ اللہ ہماری ذاتی جماعتی اور قومی مسائل کو دور فرمائے، اللہ ہمارے ملک کی حفاظت فرمائے، ہماری جماعت کی حفاظت فرمائے۔ ہمارے ایک ایک گھر ایک ایک بچے کی حفاظت فرمائے، اس ملک میں اللہ امن لے آئے، اللہ بیماروں کو شفا عطا فرمائے، ضرورت مندوں کو ان کی ضروریات عطا فرمائے اور بے اولادوں کو اللہ تعالیٰ اولاد عطا فرمائے۔ طالب علموں کو کامیابی، دکھیوں کو سکھ عطا فرمائے، اللہ ہمیں سیدھی راہ دکھائے اور ہمیں گمراہی اور غضب کی راہوں سے محفوظ رکھے، اللہ ہمارے تمام گناہ بخش دے، اللہ ان سب کو جو آج کے دعائیہ میں نہیں بلکہ اپنے رب کے ہاں موجود ہیں ان سب کو اللہ تعالیٰ اونچے مقامات عطا فرمائے۔ آمین

برلن مسجد کی تعمیر کے لئے احباب جماعت کی قربانیاں

فضل حق (اسسٹنٹ سیکرٹری)

فرد اور معاشرہ باہم لازم وملزوم ہیں، جس طرح فرد معاشرے سے الگ ہوکر ایک بے حقیقت اکائی کی حیثیت اختیار کرلیتا ہے، اسی طرح معاشرہ افراد کے بغیر وجود میں نہیں آسکتا۔ دوسرے لفظوں میں افراد کی مجموعی حیثیت کا نام معاشرہ ہے۔ اس لحاظ سے فرد کی اصلاح معاشرہ کی اصلاح پر منتج ہوگی اور فرد کا بگاڑ پورے معاشرہ کے بگاڑ کا باعث بنے گا۔ اسی لئے اسلام نے فرد اور معاشرہ دونوں کی اصلاح کا اہتمام کیا ہے۔ چنانچہ حلقہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد فرد پر جو سب سے پہلی ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ نماز ہے۔ تاکہ اس کی اخلاقی اور روحانی بیماریوں کی اصلاح ہوسکے۔

فرد کی اصلاح کے بعد معاشرتی اصلاح کا نمبر آتا ہے چنانچہ جب بہت سے افراد مل کر ایک معاشرہ کی شکل اختیار کرلیتے ہیں تو ان کی اصلاح وتطہیر کے لئے اسلام نے نماز باجماعت کو لازمی قرار دیا ہے۔ جس کے لئے مسجد کا قیام ناگزیر ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اولین معاشرہ تشکیل دیا تو اس کے ساتھ ہی مساجد کی آبادی شروع ہوگئی۔

ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ: ''پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا یقیناً وہی ہے جو مکہ میں ہے، برکت دیا گیا اور سب قوموں کے لئے ہدایت ہے۔''

(سورۃ آل عمران آیت 96)

خانہ کعبہ جسے حضرت آدم علیہ السلام نے تعمیر کیا سے لے آنحضرت صلعم تک سبھی انبیاء نے عبادت کا گھر بنایا۔ آنحضرت صلعم کفار مکہ کے ظلم برداشت کرتے ہوئے جب مدینہ چلے گئے تو مدینہ میں چند مساجد کی تعمیر کی گئی اور جیسے جیسے مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا حکم خداوندی کے تحت ہر قبیلہ اور ہر محلّہ میں مسجدیں بنتی چلی گئیں۔ جہاں سے معاشرہ کی اصلاح کے کام ہوتے رہے۔

مگر جیسے ہی اصلاح خلق اور دعوت الی الاسلام کے کاموں سے مسلمان غافل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے امام حضرت مرزاؑ غلام احمد صاحب کو حکم قرآن کے تحت ایک جماعت بنانے کا حکم دیا، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''اور چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔'' (سورۃ آل عمران آیت 104)

چنانچہ اس امام نے ایک ایسی جماعت کی بنیاد رکھی جس کا واحد کام اصلاح خلق تھا اور لوگوں کو بھلائی کی طرف بلانا اور برائی سے روکنا تھا۔ اس زمانے کے امام کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بذریعہ الہام یہ بتادیا کہ ''میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' جب اس زمانے کے امام حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؒ نے حکم خداوندی کے تحت ایک جماعت بنائی تو اس جماعت کا واحد مقصد یہ تھا کہ اسلام کی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچائیں چنانچہ انہوں نے دعوت وتبلیغ کا کام شروع کیا اور اسلام کے صحیح پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیا آج زمانہ گواہ ہے کہ چھوٹی سی جماعت نے امام وقت کے الہام کو پورا کردیا۔

حضرت اقدسؒ نے ایک خواب دیکھا تھا:

’’میں شہر لندن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک مدلل بیان سے اسلام کی صداقت بیان کر رہا ہوں بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم تھا سو میں نے اس کی تعبیر کی کہ اگرچہ میں نے نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں کو پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے۔‘‘

اس خواب کی تعبیر ہمیں آج برلن مسجد کے ذریعہ نظر آتی ہے۔

حضرت اقدسؑ کے اس خواب کو عملی جامہ پہنانے کے لئے یورپ کی ایسی سرزمین میں جہاں ہر طرف صلیب اور گرجاؤں کے سوائے اور کوئی عبادت گاہ نہیں تھی جہاں کلیساء کے گھڑیال صبح اور شام لوگوں کو تثلیث پرستی کی دعوت دیتے تھے اور بہت کم لوگ ایسے تھے جن کے کان اللہ اکبر کی آواز سے آشناء ہوں اور وہ جانتے ہوں کہ خدا واحد کا اصل گھر مسجد ہے۔ جماعت احمدیہ لاہور کے احباب نے حضرت مولانا محمد علی امیر اول کی سرپرستی میں حضرت مولانا صدر الدین (امیر دوم) کے ہاتھوں جرمنی کے شہر برلن میں مسجد برلن کی تعمیر کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ یہ وہ عظیم الشان مسجد ہے جہاں یورپ کے زائرین اس مسجد کو دیکھنے کے لئے دور دور سے آتے ہیں اور اپنے قلوب میں اسلام کا ایک ایسا نقشہ لے کر جاتے ہیں جو ان کے پہلے خیالات سے بالکل مختلف ہوتا ہے۔ اور آہستہ آہستہ انہیں اسلام کی طرف کھینچ لاتا ہے جہاں جماعت احمدیہ لاہور کو اس کے لٹریچر کی اشاعت اور دوسرے اسباب کی وجہ سے کامیابی ملی وہاں اس مسجد کی تعمیر نے اسلام کی تعلیمات کو دنیا کے کونوں تک پہنچانے میں مدد کی۔

امیر اول حضرت مولانا محمد علی رحمتہ اللہ علیہ نے جب برلن مسجد کی تعمیر کے لئے چندہ کی اپیل کی تو جماعت احمدیہ کے احباب نے سیرت صحابہ کی پیروی کرتے ہوئے دل کھول کر اس کار خیر میں حصہ لیا۔

حضرت مولانا محمد علی رحمتہ اللہ علیہ نے برلن مسجد کی تعمیر کی اپیل کی تو سالانہ دعائیہ کے موقع پر خواتین نے دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے اپنے زیورات اتار کر پیش کر دیئے اور مسجد کی تعمیر کے ایک بڑے حصہ کا کام خواتین کی اس بے دریغ قربانی سے پایہ تکمیل تک پہنچا۔ زیور عورت کی شان ہوتی ہے۔ جماعت احمدیہ لاہور کی خواتین کی بے نظیر قربانی ہے جس کی مثال پیش کرنا مشکل ہے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ برلن مسجد کی تعمیر میں آرکیٹکٹ کی قربانی دیکھیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اپنی آمدن کا نصف حصہ مسجد کے میناروں کی تعمیر کے لئے دینے کا اعلان کر دیا۔ جس وقت حضرت مولانا محمد علی رحمتہ اللہ علیہ نے برلن مسجد کی تعمیر کے لئے سو مزدوروں کی ضرورت کی اپیل کی تو آپ نے فرمایا کہ ہم لوگ وہاں پہنچ کر تو اس پاک گھر کے بنانے میں حصہ نہیں لے سکتے لیکن ہم یہاں تھوڑی سی تکلیف اٹھالیں تو گویا ہم اس کے مزدوروں میں شامل ہو گئے اور یہ ہمارے لئے بڑے فخر کا مقام ہے کہ اس رقم کے پورا کرنے کے لئے جو اس وقت مطلوب ہے چند احباب نے معقول رقم کے فراہم کرنے کے وعدے کیے ہیں۔ اگر ان کے علاوہ ایک سو آدمی اور ایسے کھڑے ہوں جو برلن مسجد کی کاپیوں پر پچاس پچاس روپے فی کس وصول کر لیں تو انشاء اللہ رقم مطلوبہ پوری ہو جائے گی اور یہ دو ماہ کی محنت تھی۔ پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مطلوبہ ہدف پورا کر دیا۔

دوسری جنگ عظیم میں جب سارا برلن تباہ ہو گیا تو ہماری مسجد کو اللہ تعالیٰ نے بچا لیا یہ خبر برطانیہ کے خبر رساں ایجنسی Reuters پر نشر ہوئی تو اس کے نمائندہ نے اس کے بچ جانے کو معجزہ قرار دیا، اس مسجد کی حفاظت میں ہمارے بزرگوں کی قربانیاں اور دعائیں شامل تھیں، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اب دوبارہ اس مسجد کی تزئین و آرائش کی ضرورت ہے جس کو سالانہ مرحلوں میں چار سال تک پایہ تکمیل تک پہنچایا جانا ہے۔ ایک بار پھر جماعت احمدیہ

لاہور کے موجودہ امیر قوم ڈاکٹر عبدالکریم سعید پاشا صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امیر اول حضرت مولانا محمد علی رحمتہ اللہ علیہ کی روایت کو دوہراتے ہوئے سالانہ دعائیہ کے موقع پر برلن مسجد کی تزئین و آرائش کے لئے اپیل کی۔جس پر تقریباً 7 کروڑ روپے کی خطیر رقم درکار ہے۔حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 261 کا حوالہ دیتے ہوئے کہا:

’’ان لوگوں کی مثال جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایک دانہ کی مثال ہے جو سات بالیں اگائے اور ہر ایک دانہ میں سو دانے ہوں اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے کئی گنا کر دیتا ہے اور اللہ کشائش والا جاننے والا ہے۔‘‘

ہم حضرت مولانا محمد علی رحمتہ اللہ علیہ کے فرمان پر غور کریں وہ کہتے ہیں کہ’’اپنے بزرگوں کی روایات کو ہمیشہ زندہ رکھنا چاہیے۔‘‘ہم بھی انہی بزرگوں کی اولادیں ہیں۔جنہوں نے مسجد کی تعمیر کے لئے اپنے زیورات تک قربان کر دیئے۔جن کی فہرست ذیل میں دی جارہی ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

فہرست زیورات برائے برلن مسجد

نام	قیمت (پائی،آنہ،روپیہ)		
	پائی	آنہ	روپیہ
اہلیہ صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ			
کڑے ایک جوڑی طلائی	۰	۰	۲۷۴
مرحومہ اہلیہ ڈاکٹر غلام عبدالغنی صاحب لاہور			
بالیاں طلائی 6 عدد	۰	۰	۴۱
مرحومہ اہلیہ ڈاکٹر غلام المرسلین مشہد			
سینہ ریز طلائی ایک عدد	۰	۰	۳۰۰
اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب گجرات			
آرسی طلائی ایک عدد	۰	۰	۳۲
اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب گجرات			
بازیب نقرئی ایک عدد			
ازخانہ مستری محمد عالم صاحب لاہور			
ایک چوڑی نقرہ			
اہلیہ صاحبہ چوہدری اللہ دتہ صاحب چک نمبر 81 سرگودھا			
ایک جوڑی کڑیاں نقرئی			
اہلیہ صاحبہ چوہدری قدرداد صاحب			
ایک جوڑی گوکھڑو نقرئی	٦	۵	٦٠
اہلیہ صاحبہ میاں مولاداد صاحب			
ایک جوڑی گوکھڑو نقرئی			
اہلیہ صاحبہ سید رسول شاہ صاحب			
ایک جوڑی گوکھڑو نقرئی			
ہمشیرہ صاحبہ چوہدری قدرداد صاحب			
ایک جوڑی چوڑیاں نقرئی			
اہلیہ صاحبہ منشی فضل داد صاحب			
سیل نقرئی ۱۰ روپے			
اہلیہ صاحبہ چوہدری محمد حسین صاحب نمبردار			
کنٹھا طلائی ایک عدد	۰	۰	۹۳
اہلیہ چوہدری اللہ دتہ صاحب			
انگشتری طلائی ایک عدد	۰	۰	۱۲
اہلیہ صاحبہ مستری محمد الدین صاحب سیالکوٹ			
پھول طلائی	۰	۰	۱۵
بنت بابو عبدالحق صاحب لاہور			
بازیب نقرئی ایک جوڑی	۰	۷	۱۳

بنت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب

آویزے طلائی ایک جوڑی ۲۴ ۰ ۰

اہلیہ صاحبہ ماسٹر فقیر اللہ صاحب لاہور

آویزے طلائی ایک جوڑی ۱۵ ۰ ۰

اہلیہ صاحبہ چوہدری مقبول الٰہی صاحب شیخوپورہ

پہنچیاں طلائی ایک جوڑی ۱۰۰ ۰ ۰

اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب

بند طلائی ایک جوڑی ۴۶ ۰ ۰

اہلیہ صاحبہ سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب

آویزے ایک جوڑی ۲۶ ۸ ۰

اہلیہ صاحبہ سید امیر علی شاہ صاحب کوٹ موکھل

انگشتری ایک عدد

اہلیہ صاحبہ چوہدری ظہور احمد لاہور

مالے طلائی ۴۰ ۰ ۰

اہلیہ صاحبہ حکیم غلام محی الدین صاحب بھوپڑ

آویزے طلائی ایک جوڑی ۵۰ ۰ ۰

بنت خان بہادر میاں غلام رسول خان صاحب لاہور

بالیاں طلائی ایک جوڑی ۱۲ ۱۳ ۶

اہلیہ صاحبہ مولوی مرتضیٰ خان صاحب

انگشتری طلائی ایک عدد ۱۱ ۰ ۰

اہلیہ میاں عبدالکریم نومسلم لاہور

بازیب نقرئی ایک جوڑی ۱۶ ۴ ۰

بخانہ میاں محمد سعید صاحب بھٹہ سیالکوٹ

چوڑیاں چاندی 6 عدد

معرفت بخانہ میاں محمد سعید صاحب بھٹہ سیالکوٹ

ہسیرہ چاندی ایک عدد

بخانہ میاں محمد دین صاحب جلد ساز سیالکوٹ

بند چاندی 6 عدد

بخانہ میاں کرم الدین صاحب حجام سیالکوٹ

کنگن چاندی ایک جوڑی ۷۷ ۰ ۰

بخانہ میاں غلام قادر صاحب سیالکوٹ

چوڑیاں چاندی دو عدد

بخانہ مستری محمد الدین صاحب سیالکوٹ

سات ڈنڈیاں۔ ایک انگوٹھی چاندی

مطران بی بی صاحبہ

دو ڈنڈیاں چاندی

اہلیہ صاحبہ قاضی رحمت علی صاحب لاہور چھاؤنی

پہنچیاں ایک جوڑی نقرئی

مسمات کرم بی بی صاحبہ لاہور چھاؤنی

بٹن 3 عدد معہ زنجیری نقرئی

اہلیہ صاحبہ قاضی بشارت علی صاحبہ پسرور

بانکاں نقرئی ایک جوڑی

اہلیہ صاحبہ شاہ محمد صاحب چک نمبر 2/4 اوکاڑہ

بند نقرئی ایک جوڑی

اہلیہ صاحبہ حافظ محمد بخش صاحب

کنگن نقرئی ایک جوڑی

اہلیہ صاحبہ میاں امیر الدین صاحب

بالی نقرئی ایک جوڑی، ہس نقرئی ایک عدد ۱۸ ۱۳ ۰

اہلیہ صاحبہ چوہدری نظام الدین صاحب	
نمبر دار چک نمبر 2/4 ایل اوکاڑہ	
ہس نقرئی ایک عدد	
از پسر چوہدری نظام الدین صاحب	
نمبر دار چک مذکور	
کڑا نقرئی ایک عدد	
از متوفی پسر میاں امیر الدین صاحب	
کڑے نقرئی ۲ عدد	
اہلیہ میاں نور احمد صاحب مینار	
بانکاں نقرئی ایک جوڑی	
اہلیہ صاحبہ میاں دین صاحب چک نمبر 2/4 ایل	
ڈنڈی نقرئی ایک عدد	
والدہ صاحبہ محمد علی نابالغ چک نمبر 2/4 ایل	
ڈنڈی نقرئی ایک عدد	
معرفت شیخ مولا بخش صاحب سیالکوٹ	
ڈنڈیاں نقرئی ۶ عدد	
معرفت شیخ مولا بخش صاحب سیالکوٹ	
بند نقرئی ایک جوڑی	۰ ۱۱ ۰
معرفت شیخ مولا بخش صاحب سیالکوٹ	
چوڑیاں نقرئی	
اہلیہ صاحبہ مستری عبداللہ ولد ولی اللہ صاحب جموں	
چوڑیاں نقرئی ایک جوڑی	
اہلیہ صاحبہ منشی فضل احمد صاحب	
جھلے نقرئی ۶ عدد	

اہلیہ صاحبہ مستری نظام الدین صاحب مرحوم	
چوڑیاں نقرئی ایک جوڑی	
اہلیہ صاحبہ بابو جلال الدین صاحب لاہور چھاؤنی	
بٹن طلائی تین عدد معہ زنجیری	۲۹ ۰ ۰
اہلیہ صاحبہ عبدالحمید خان صاحب وکیل پشاور	
مگر طلائی ایک جوڑی	۹۰ ۰ ۰
اہلیہ صاحبہ میاں سراج الدین صاحب	
فرزند ماسٹر محمد اسمعیل صاحب سیالکوٹ	
تعویذ طلائی ایک جوڑی	۳۶ ۸ ۰
اہلیہ صاحبہ مستری یعقوب علی صاحب جموں	
انعام معہ بدکیاں طلائی	۱۳۱ ۰ ۰
اہلیہ صاحبہ پروفیسر محمد عبداللہ صاحب لاہور	
انگشتریاں طلائی دو عدد	
اہلیہ صاحبہ شیخ محمد ابراہیم صاحب	
انگشتریاں طلائی ایک عدد	
اہلیہ صاحبہ میاں محمد صدیق صاحب	
سب انسپکٹر پولیس لاہور	
انگشتری طلائی ایک عدد	۶۱ ۱۲ ۰
اہلیہ صاحبہ مرزا فضل الٰہی بیگ صاحب لاہور	
انگشتری طلائی ایک عدد	
اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر احمد بخش صاحب	
انگشتری طلائی ایک عدد	
ہمشیرہ خداداد صاحب لاہور	
انگشتری طلائی	

اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر مشتاق علی صاحب لاہور	
انگشتری طلائی ایک عدد	
اہلیہ بابو عمر الدین صاحب لاہور	
انگشتری طلائی ایک عدد	
از خانہ میر مدثر شاہ صاحب پشاور	
ایک جوڑہ جھانجر نقرئی	
از خانہ سیف الرحمٰن خان صاحب پشاور	
ایک جوڑہ صندل نقرئی	
از خانہ شیخ ہدایت اللہ صاحب	
دو جوڑہ کڑے نقرئی گیارہ عدد گجرہ نقرئی	۸۹ ۶ ۰
از خانہ مرزا دلاور خان صاحب پشاور	
ایک جوڑہ کنگن نقرئی ایک جوڑہ بند نقرئی	
از خانہ مرزا نذیر احمد جان صاحب پشاور	
ایک عدد بسنتی دلچی نقرئی	
از خانہ آغا لعل شاہ صاحب برق	
ایک جوڑہ کجرے نقرئی تین بٹن	
معہ زنجیری نقرئی ۳۶ دانے	
معہ زنجیر نقرئی ایک ٹکڑا نقرئی	
از خانہ مرزا شربت علی خان صاحب پشاور	
ایک جوڑہ توڑے نقرئی	۲۱ ۵ ۰
اہلیہ صاحبہ کلاں سید محمود شاہ صاحب لاہور	
آویزے ایک جوڑی	۱۴ ۹ ۰
اہلیہ صاحبہ سید محمود شاہ صاحب لاہور	
آویزے ایک جوڑی	۱۵ ۰ ۰
کل	۲۳۴۶ ۷ ۰

بقیہ: سالانہ دعائیہ کے رُوح پرور نظاروں پر ایک نظر

شاہد عزیز صاحب نے ''ناممکن کے حصول کا واحد ذریعہ کوشش'' پر مفید لیکچر دیا۔ میجر اقبال صاحب نے ''دین کا بنیادی مقصد'' کے حوالے سے مفید علمی اور تحقیقی مقالہ پیش کیا۔ عامر عزیز صاحب نے جرمن مسجد کی مرمت کے حوالے سے ممبران جماعت کو آگاہ کیا۔ انڈونیشیاء سے آئے ہوئے مہمان احمد اروان صاحب نے انڈونیشیاء جماعت کی تاریخ اور سرگرمیوں کے حوالے سے بات کی اور جلسے میں شمولیت کے حوالے سے اپنے تاثرات پیش کیے۔

خواتین کے دعائیہ اجلاس کے لئے دعائیہ کا پہلا دن 21 دسمبر 2016ء مختص تھا۔ جس میں افتتاحی تقریر محترمہ زبیدہ محمد احمد صاحبہ نے کی۔ دوسری مقررہ خواتین میں محترمہ صبیحہ پاشا، صفیہ سعید، سعیدہ فیاض، شرمین جمیل، سلیمہ فیصل، نگینہ عامر صاحبہ شامل تھیں۔ محترمہ ثمینہ ملک صاحبہ بوجہ بیماری دعائیہ میں شمولیت اختیار نہ کرسکیں۔ ان کا پیغام حلیمہ سعید صاحبہ نے پڑھ کر سنایا۔ خواتین نے دعائیہ میں دستکاری کی فروخت کے ذریعے تبلیغی مساعی میں حصہ لینے کی روایت کو برقرار رکھا اور ایک معقول رقم انجمن کو پیش کی۔ خواتین کا زیور اتار کر اپیل میں دینے کی قربانی کا منظر ماضی کی قربانیوں کی یاد تازہ کرنے کا موجب بنا۔ کاش اس جماعت کو دین سے بیگانہ اور دشمن اسلام سمجھنے والے لوگ غور کریں کہ کیا یہ اسلام کی شان وشوکت کی خاطر قربانیاں دین سے بے گانگت اور اسلام دشمنی کا نتیجہ ہوسکتی ہیں؟

سالانہ دعائیہ میں شبان الاحمدیہ مرکزیہ نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا شبان کے پروگرام میں مختلف عمروں کے اطفال اور شبان کی شمولیت بھی قابل دید تھی۔

دعائیہ کے آخری دن پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اختتامی خطاب فرمایا جس میں جماعت کو دین سے وابستگی، اس کی سربلندی کے لئے قربانی کرنے اور ہر موقع پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے ساتھ ساتھ اصلاح شخصی اور کردار سازی کے متعلق مفید نصائح فرمائے اور دنیا کے امن، جماعت کے افراد اور مسلمانوں کے لئے درد دل سے دعا فرمائی اور انہی دعاؤں کی معیت میں مندوبین دعائیہ کو رخصت فرمایا۔

از: بشارت سلیم پسر ماسٹر عبدالکریم (مرحوم) ترتیب وتدوین: ارشد و بشریٰ علوی)

ماسٹر عبدالکریم صاحب بھدرواہی (جموں وکشمیر)

احمدیہ انجمن لاہور بھدرواہ کی تاریخ میں جناب مرحوم ماسٹر عبدالکریم صاحب کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا جنہوں نے چار دہائیوں تک جموں وکشمیر میں صداقت اسلام اور پیغام مسیح موعودؑ کو پھیلانے کے لئے ان تھک کوششیں کیں اور بھدرواہ میں جماعت کو مضبوط و مستحکم کرنے کے لئے بحیثیت سرپرست، امام مسجد، خطیب اور مبلغ جیسی پُر آزمائش ذمہ داریوں کو نہایت خوش اسلوبی سے نبھایا اور سب سے بڑھ کر بحیثیت سیکرٹری نشر و اشاعت احمدیہ انجمن لاہور بھدرواہ کے ناقابلِ فراموش کام سرانجام دیئے جسے آج تک ہر مکتبہ فکر کے لوگ یاد کرتے ہیں اور جب بھی ان کا ذکر خیر ہوتا ہے تو ان کی قائدانہ صلاحیتوں، علم قرآن، دین اسلام اور مسیح موعودؑ کے مقام ومنصب کے ضمن میں تمام تر کاوشوں کو سراہا جاتا ہے اور اس ضمن میں اُن کی مساعی کی نہ صرف داد دی جاتی ہے بلکہ ان کے اچھوتے اندازِ بیاں کو سلام عقیدت بھی پیش کرتے ہیں۔ موصوف نے صداقت اسلام، علم قرآن اور مقام مسیح موعودؑ کو اجاگر کر کے ہر ایک فرد و بشر کو اپنا گرویدہ کر لیا تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کی شمع کو بھدرواہ (جموں وکشمیر) کی حسین وجمیل وادی میں روشن کرنے کا سہرہ مرحوم چوہدری عزیز جو گنائی کو جاتا ہے۔ جنہوں نے مارچ1904ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے دستِ مبارک پر قادیان میں مشرف بہ احمدیت ہونے کی سعادت پائی اور اس طرح بھدرواہ (جموں وکشمیر) میں حضرت مسیح موعودؑ کے پیغام کی تبلیغ وتشہیر نہائیت میں زور وشور کے ساتھ 1904ء میں شروع ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے پورے جموں وکشمیر کی ریاست میں حضرت مسیح موعودؑ کے پیغام اور دعوے کا ڈنکا بج گیا۔

اس کی صدائے بازگشت جب احمدیہ انجمن لاہور تک پہنچی۔ تو وہاں سے بہت سے نامور مبلغین جماعت نے بھدرواہ کا رُخ کیا جن میں مولانا عبدالحق ودیارتھی صاحب مرحوم اور مولانا عصمت اللہ صاحب مرحوم کے نام خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں جنہوں نے اپنے علم روحانی کے سمندر سے بھدرواہ، جموں اور کشمیر میں بہت سے متلاشیان حق کی روحانی پیاس کو نہایت ہی اچھوتے انداز میں بجھایا۔

لاہور سے جید علماء کا بھدرواہ جماعت کے دورے کرنے کا سلسلہ 1943ء سے1948ء تک جاری رہا۔ اس کے بعد1979-1978ء میں لاہور سے آنے والی آخری شخصیت جناب مرحوم بشارت احمد بقاء صاحب تھے، جنہوں نے تین ہفتے تک بھدرواہ میں دوران قیام دینی محافل کے روحانی مناظر کو ایک عجیب وغریب نئی جلا بخشی!

جناب ماسٹر عبدالکریم صاحب ابتداء بھدرواہ کے ایک قابلِ احترام اہلحدیث گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، حد درجہ کے شریف، صابر، متقی اور پرہیزگار انسان تھے۔ منکسر المزاج ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کو غرباء کی امداد اور ان سے میل جول بے حد عزیز تھا۔

تحقیق اور مطالعہ کے بعد امام وقت کے دامن سے وابستہ ہو کر اسلام کی اشاعت کا کام شروع کیا۔ اور آخر دم تک صداقت مسیح موعودؑ کے پیغام کو تحریراً و تقریراً عوام الناس تک پہنچاتے رہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے پوری ریاست جموں وکشمیر میں (AAIIL) احمدیہ انجمن لاہور کی ایک پہچان بن گئے۔ تقسیم لٹریچر، خطوط اور دیگر تبلیغی ذرائع سے صداقت مسیح موعودؑ کے حوالے سے تسلی بخش انداز میں متلاشیان حق کی روحانی پیاس کو نہایت خوبصورت اور احسن انداز کے ساتھ بجھاتے۔ اس کے ساتھ ساتھ جموں وکشمیر میں پرنٹ میڈیا کے ذریعہ بھی مختلف اخبارات اور رسالہ جات میں صداقت اسلام وصداقت مسیح موعودؑ اور احمدیت سے جڑے نہایت ہی معیاری مضامین سپردِ قلم کر کے پڑھے لکھے طبقہ کے لئے تحقیق اور حق و باطل میں تمیز کرنے کی تمام راہیں کھول کر آسان کر دیں۔ جن کے مطالعہ کی وجہ سے بہت سے لوگوں نے احمدیت کو قبول بھی کیا اور لاتعداد لوگوں کے دلوں میں امام وقت

کے تئیں بہت سی بدگمانیاں اور غلط فہمیاں بھی دور ہوئیں۔ اگر چہ کئی لوگوں کو امامِ وقت کو قبول کرنے کی سعادت نصیب نہیں ہوئی لیکن پھر بھی ان تحریرات کے باعث ان کے دلوں میں حضرت مسیح موعودؑ کے تئیں ''حسن ظن'' پیدا ہوا جس کے باعث انہوں نے امام وقت کی شان میں کسی قسم کی گستاخی اور بدکلامی کرنے سے احتراز کیا!

موصوف نے1950ء سے اخبار ''پیغام صلح'' میں بھی اپنی تبلیغی کاوشوں کی مفصل تفاصیل کے ساتھ ساتھ صداقتِ مسیح موعودؑ کے حوالے سے بہت سے معیاری مضامین بھی شائع کرواتے رہے۔ آپ نے نہایت ہی جرائت مندانہ اندازِ تحریر کے ساتھ آوازِ حق کو بلند کیا اور حضرت مسیح موعودؑ کے شعر کے مصداق۔

''ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار''

کو عملی جامہ پہناتے ہوئے ایک قابل تحسین کام کیا جسے اس وقت کی (AAIIL) احمدیہ انجمن لاہور کے سربراہ و بزرگان دین نے بھی بے حد سراہا۔ ان سب کی تفصیلات آج بھی ''پیغام صلح'' کے پرانے شماروں میں محفوظ ہے۔ جو1950ء سے1980ء تک شائع ہوئے اس کے علاوہ آپ نے ڈاکٹر خورشید عالم ترین صاحب کی استدعا پر اُن کے جریدے ''ماہنامہ اشاعت الحق سرینگر'' کے لئے ''تاریخ احمدیت بھدرواہ'' بھی رقم فرمائی ہے۔ یہ تاریخ کافی مبسوط، معلوماتی اور ایمان افروز ہے۔ اس کی ساری قسطیں، اشاعت الحق'' کی فائل میں آج تک محفوظ ہیں جو کہ نئی پود کے لئے ایک تاریخی اثاثہ ہے۔!

یہاں پر ایک اور اہم بات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب کے دور میں موصوف ربوہ جماعت کے اثر میں آ کر کچھ عرصہ تک ربوہ جماعت میں شامل ہو گئے تھے لیکن تھوڑے ہی عرصہ میں محمود صاحب کے پُرفتن عقائد تکفیر المسلمین، ختم نبوت، مصلح موعود وغیرہ وغیرہ سے بیزار ہو کر ایک سوالنامہ ان کے عقائد فاصدہ کے ضمن میں محمود صاحب کی خدمت میں بغرض جواب اور وضاحت بھیجا اور ساتھ ہی اس کی ایک کاپی لاہور کی جماعت کو بھی وضاحت کرنے کی غرض سے بھیجی۔ چنانچہ ربوہ جماعت سے تو جواب کیا آنا تھا لیکن لاہور کی جماعت نے فوراً اخبار ''پیغام صلح'' میں موصوف کے لئے ایک مدلل اور تسلی بخش جواب شائع کیا جس کے پڑھنے کے بعد آپ نے فوراً مرزا بشیر الدین محمود صاحب کے عقائد باطلہ کا کھوکھلا پن بھانپ لیا اور مزید شدومد کے ساتھ (AAIIL) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے عقائد کے ساتھ وابستہ ہو کر امام وقت کے صحیح مسلک کی تشہیر میں مصروف ہو گئے۔

ماسٹر عبدالکریم صاحب پیشہ کے لحاظ سے جموں و کشمیر کے محکمہ تعلیم میں مُعلم اور مُدرس تھے۔ آپ اپنی ذہانت، لیاقت، محنت، لگن اور ایمانداری کے باعث اساتذہ ہی نہیں بلکہ محکمہ اور محکمہ سے باہر کے افسران بھی آپ کی قابلیت اور پیشے کی مہارت کے باعث آپ کو عزت وقدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ جس کے باعث آپ طویل عرصہ تک ٹیچرز ٹریننگ سکول میں تعینات رہے جہاں پر آپ نہائیت ہی محنت، لگن اور بے مثال انداز کے ساتھ اُستادوں کو ٹریننگ دیتے رہے اور پورے محکمہ میں ایسی چھاپ ڈالی کہ پوری ریاست میں آپ کی شہرت کا ڈنکا بج گیا اور آپ ماسٹر عبد الکریم کے لقب سے مشہور ہوئے اور پوری عمر اسی پہچان اور Brand سے پکارے جانے لگے۔ آپ آج بھی اسی نام سے یاد کیئے جاتے ہیں۔

آپ احمدیت کے جذبہ سے اس قدر سرشار تھے کہ اپنے محکمہ میں کوئی بھی تبلیغی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ بلکہ اپنی محکمانہ ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ نہائیت ہی دلیری اور بے باکی سے صداقت مسیح موعودؑ اُن کا مقام اور دعویٰ کی وضاحت بے مثال اور مدلل انداز میں بیان فرماتے جس کے باعث آپ کے رفقاء اور محکمہ کے دیگر افراد بھی حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات، دعوی اور مقام سے پوری طرح روشناس ہوتے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ اپنی تحریر اور تقریر میں اپنی مثال آپ تھے۔ سننے والے آپ کی تقریر اور تحریر کے گرویدہ تھے۔ اس طرح موصوف نے بدرجہ اتم تبلیغ کا فریضہ ادا کر کے ''لکم دینکم ولی دین'' کا عملی نمونہ دکھایا۔

آپ کے پاس مسیح موعودؑ کی کتب کے علاوہ دیگر قدیم اور جدید کتب کا نادر ذخیرہ موجود تھا۔ آپ ہمیشہ ان کتب کے مطالعہ میں مصروف ومنہمک رہتے اور صداقت اسلام اور صداقت مسیح موعودؑ کے ضمن میں دلائل اور براہین سے ہر ایک فرد و بشر کو نہ صرف مطمئن فرماتے بلکہ ساتھ ہی ساتھ سلسلہ کا لٹریچر بہم فرماتے۔ جس کے مطالعہ کے بعد پڑھنے والے کے تمام تر شکوک وشبہات دور ہو جاتے اور وہ حقیقت کی تہہ میں پہنچ کر ایک عظیم روحانی لذت سے مسحور ہو جاتے!

ماسٹر عبدالکریم صاحب مرحوم نے اپنی ساری عمر سلسلہ کی تبلیغ میں گزاری۔ ہر مجلس میں مخالفین مسیح موعودؑ کو دندان شکن جواب دیتے تھے۔ جب بھی کبھی حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف غیر احمدی حضرات کسی جلسے یا تقریب کا بھدرواہ میں کہیں بھی انعقاد کرتے تو آپ بھی وہیں مورچہ سنبھال لیتے۔ غیر احمدی علماء کی غلط بیانیوں اور اعتراضات کا جواب حضرت مسیح موعودؑ کی اصل کتب سے حوالے دے کر کاغذ پر لکھ کر سٹیج پر بھیجتے اور ان مخالف علماء سے جواب طلب کرتے۔ لیکن مخالفین لاجواب ہوکر بدکلامی پر اتر آتے اور موصوف کے خلاف محاذ کھڑا کر دیتے۔ طرح طرح کی ایذائیں پہنچانا شروع کر دیتے حتیٰ کہ عدالتوں میں بھی فرضی مقدمے تک آپ کے خلاف دائر کیئے گئے۔ مقدمات میں موصوف نے اپنے خلاف لگائے گئے فرضی الزامات کی پیروی ازخود کر کے عدالت میں بھی صداقت مسیح موعودؑ کو ثابت کیا اور ججوں کو بھی متاثر کیا! اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے طفیل ان مخالفین کو عدالتوں میں بھی منہ کی کھانی پڑی۔

موصوف نے مخالفین مسیح موعودؑ کو دلائل اور براہین کے باعث ان کو ہمیشہ شرمندہ و شرمسار کیا اور شدید ترین مخالفت کے باوجود آپ کے پایہ استقلال میں کبھی بھی کسی قسم کی لغزش نہیں آئی۔ آپ ہمیشہ صداقتِ اسلام اور تعلیمات قرآن کا وہ علم الکلام لوگوں تک پہنچاتے رہے جس کو مسیح موعودؑ نے اللہ کی نصرت اور حمایت کے ساتھ پیدا کیا اور آخر کار 31 مارچ 1983ء کو مسجد جماعت احمدیہ (لاہور) واقع پیر مٹھا جموں بقضائے الٰہی اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

بشارت سلیم پسر ماسٹر عبدالکریم (مرحوم)

عزیزہ غوثیہ سلیم جس نے دعائیہ 2015ء میں بھدرواہ سے شرکت کی اور حضرت امیر کے ہاتھ پر اختتامی دن احمدیہ مسجد دارالسلام لاہور مرکز میں بیعت کا شرف حاصل کیا، ان کے دادا مرحوم کی سوانح عمری۔

نوٹ: میں یادرفتگان جلد دوم طبع شدہ 1969ء کی کمپیوٹر پر کمپوز شدہ فائل کو اپنی تسلی کے لئے چیک کر رہا تھا کہ اس میں جماعت بھدرواہ کی نامور جو گنائی اور دیگر احمدی ہستیوں کی سوانح عمری کا ذکر تھا جو کہ عبدالکریم صاحب مرحوم نے بحیثیت سیکرٹری نشر و اشاعت جماعت بھدرواہ اپنی زندگی میں برائے طباعت بھیجی تھی۔ بھدرواہ میں بشارت سلیم صاحب میرے ابا جان محمد اعظم علوی صاحب مرحوم کی شاعری سے کافی متاثر تھے۔ اس حوالہ سے ان سے نیٹ پر رابطہ رہتا تھا، میں نے انکا ذکر کیا جس پر انہوں نے بتایا کہ یہ ان کے والد صاحب ہی تھے جنہوں نے ان کے متعلق لکھا تھا۔ جس پر میں نے تجویز کیا کہ کیوں نہ آپ بھی اپنے والد محترم کی سوانح عمری لکھیں جس پر انہوں نے درج بالا مضمون لکھ کر بھیجا۔ اس کی ترتیب و تدوین اور کمپوزنگ میں نے اور میری اہلیہ بشریٰ ارشد علوی نے از خود کر کے انہیں بھیجی اور انہوں نے اس کو فائنل کیا۔

درخواست ہائے دعا

جماعت کے مختلف حصوں سے چند احباب جسمانی عوارض میں مبتلا ہیں۔ مرکز میں ان احباب کے لئے تمام نمازوں میں دعا کی جاتی ہے۔

تمام قارئین پیغام صلح سے درخواست ہے کہ اپنی دعاؤں میں تمام بیماروں کی صحت یابی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

وفات حسرت آیات

تمام احباب جماعت کو یہ پڑھ کر دلی دُکھ ہوگا کہ رواں ماہ فروری میں درج ذیل احباب قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں: انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

(ا): طالب حسین صاحب (معاون دفتر انجمن)
(۲): فضل الرحمٰن صاحب برادر مبارک احمد صاحب (راولپنڈی)
(۳): بھتیجا نادرہ آپا (ٹرینیڈاڈ)
(۴): معظم حیات پراچہ صاحب داماد عبدالباسط صاحب (لاہور)

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی دینی مساعی اور اعمال حسنہ کو اپنے ہاں قبول و منظور فرمائے اور ان کی بھول چوک کی مغفرت فرمائے اور ان احباب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقامات عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اہل خانہ کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سالانہ دعائیہ 2016ء کے رُوح پرور نظاروں پر ایک نظر

مرتب از: محی الدین

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ گزشتہ سالوں کی طرح سالانہ دعائیہ 2016ء بھی بہت زیادہ کامیاب، پررونق اور مواعیظ و نصائح کے لحاظ سے نہایت ہی موثر اور مفید ثابت ہوا۔

سالانہ دعائیہ 21دسمبر سے شروع ہوکر 25دسمبر 2016ءکو بخیر وخوبی انجام پذیر ہوا۔اس موقع پر دور ونزدیک سے احباب جماعت کی تشریف آوری، بیرونی مما لک سے ممبران جماعت کی آمد اور امراء وغرباء کا بلا امتیاز ایک دوسرے کے ساتھ مل بیٹھنا اور بغل گیر ہوکر دلی اخوت ومحبت کا اظہار کرنا ایک ایسا منظر ہے جس کی نظیر اجتماعات دنیوی میں ہرگز ہرگز نہیں پائی جاتی۔

حضرت مسیح موعودؑ کا خدا تعالیٰ کی رضا اور منشاء کے ماتحت اس دعائیہ کی بنیاد رکھنا اجتماعی استحکام، تزکیہ نفس اور رجوع الی اللہ کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔دعائیہ کے عمومی مشاہدہ سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ سال بھر کے بعد جب جماعتی اخوت کی مالا میں پروئے دوست ایک دوسرے کے ساتھ ملتے ہیں تو کس قدر خوشی، مسرت اور انبساط کی لہر ان میں پیدا ہوتی اور محبت وارتباط کا ایک جذبہ ان کے دلوں میں موجزن ہوتا ہے۔یہ کس لئے؟محض اور محض دین کی خاطر اور اعلائے کلمتہ اللہ کے لئے۔جو اس جماعت کی بنیاد اور غرض ہے چنانچہ سالانہ دعائیہ میں انہی امور کا تذکرہ رہتا ہے جو دین کی ترقی اور خدائے واحد کا نام اور اس کی عظمت کی گواہی کو دنیا میں پہنچانے کا موجب ہوسکتے ہیں۔

اس دعائیہ 2016ء میں بھی ہر سال کی طرح دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عملی نمونے دیکھ کر ہر آنکھ کو تازگی اور روح کو بالیدگی حاصل ہوئی۔حضرت مسیح موعودؑ کے قائم کردہ مقاصد جلسہ کو یہ دعائیہ کما حقہ ادا کرتا ہوا نظر آیا۔اس کی ہر ہر ساعت روحانیت کی چاشنی سے بھرپور اور نور کی برسات سے معطر محسوس ہوتی تھی۔اس میں شامل ہر پیر وجواں نئی زندگی کی لہر اور قوت یقین کی پختگی کا حامل دکھائی پڑتا تھا۔مرد تو مرد عورتیں اور بچے بھی دعائیہ کے روح پرور اثر کے سائے میں عافیت، مسرت اور شادمانی کے احساس کی رداء اوڑھے نظر آتے تھے۔یہ دعائیہ ہر لحاظ سے تائید ایزدی اور نصرت الٰہی کی برکات کو سمیٹے ہوئے تھا۔اس کی اجتماعی عبادات اور دعاؤں سے بہتیروں کے دل پگھلے اور رجوع الی اللہ کی توفیق ملی۔بہتوں کو اس میں کی گئی عالمانہ اور پراز معارف تقاریر نے فائدہ پہنچایا۔ان تقاریر سے فکر ونظر میں وسعت پیدا ہوئی، علم وفہم کے راستے ہموار ہوئے، ارادوں میں پختگی واستقامت پیدا ہوئی، عمل کی ترغیب ملی اور دین سے وابستگی پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ انسان کے اصل مقصدِ زندگی یعنی آخرت کی جوابدہی کا احساس دل میں گھر کرتا ہوا محسوس ہوا۔

دعائیہ کی خصوصیات میں باہمی اخوت و رواداری، ایثار وقربانی، محبت والفت اور دین کی ترویج کے وسائل کی کھوج بھی شامل ہے، جس کو دعائیہ 2016ء ہر پہلو سے پورا کرتا ہوا نظر آیا۔اس دعائیہ کی کامیابی پر تمام جماعت اللہ کی شکر گزار ہے کہ اس کے فضل کے ہاتھ نے ان کمزوروں کی دستگیری کی ان کو اپنی حفاظت میں رکھا ان کو سیدھی راہ دکھائی اور استقامت کے ساتھ اس راہ پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائی۔اسی کی مدد اور نصرت سے یہ دعائیہ کامیاب ہوا اور اس دعائیہ نے اپنے مقاصد کو پورا کیا۔

اس سال دعائیہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی بلند تعلیمات اور نظریات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہی وہ تعلیمات اور نظریات ہیں جو دنیا میں امن کی راہ ہموار کرسکتے ہیں لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم بحیثیت مسلمان اور احمدی ان تعلیمات کو اپنی زندگی میں نافذ کرکے دکھائیں۔

ہم اپنی عبادات، نمازوں اور دعاؤں پر مداومت اختیار کریں، ہم اپنے آپ میں نیک تبدیلیاں پیدا کریں جن سے ہم روحانی ترقیات کو حاصل کرسکیں اور دنیا کے لئے نیک نمونہ بنیں۔

ہم اللہ پر بھروسہ کو اختیار کریں۔اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنی کوششوں کو جاری وساری رکھیں اسی کو استقامت کہتے ہیں اور یہی صراط مستقیم ہے۔آپ نے

اپنی افتتاحی تقریر میں سالانہ دعائیہ کی اہمیت اور اس کے مقاصد عالیہ پر روشنی ڈالی اور تقویٰ اللہ کی طرف جماعت کو خصوصیت سے توجہ دلائی اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں تقویٰ اور احسان پر زور دیا۔ آپ نے فرمایا کہ آپ لوگ اللہ کے قائم کردہ مامور کی جماعت ہیں۔ اس لئے آپ لوگوں پر سب سے بڑھ کر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ آپ پاکیزگی کو اختیار کریں اور یاد رکھیں کہ تقویٰ اللہ ہی سب سے بڑی دولت ہے جو انسان کو دنیا و آخرت میں کامیاب و فائز المرام بنا سکتی ہے۔

دیگر اصحاب جنہوں نے سالانہ دعائیہ کے دوسرے دن لیکچر دیئے ان میں سے میجر اعجاز الحق بٹ صاحب نے ''علم کی افادیت اور اہمیت'' پر روشنی ڈالی، مسٹر پیٹرک صاحب USA جو کہ ایک عیسائی ہیں انہوں نے حال ہی میں اپنی PHD ریسرچ ''مرزا غلام احمد قادیانی اور جماعت احمدیہ لاہور کی اہمیت اور مقام امریکہ میں تبلیغ اسلام کے لئے'' مکمل کی ہے۔ اس کے حوالے سے انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ انوار احمد صاحب نے ''اصلاح نفس اور جماعت بندی'' کے بارے میں بتایا۔ قاری ارشد محمود صاحب نے ''سیرت حضرت خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کے مختلف پہلو'' پر روشنی ڈالی۔ طیب اسلام صاحب نے ''دین کے لئے اپنے آپ کو وقف کرو'' کے حوالہ سے تقریر کی۔ تیسرے روز اس عاجز نے ''اللہ کی راہ میں استقامت'' کے موضوع پر بات کی۔ وقاص احمد صاحب نے ''اطمینان قلب کے حصول کے ذرائع'' کے موضوع پر لیکچر دیا۔ ڈاکٹر زاہد عزیز صاحب نے ''سورۃ العصر کی روشنی میں حق پر قائم رہتے ہوئے صبر و استقامت'' کی جماعت کو نصیحت کی۔ شبان الاحمدیہ مرکزیہ نے اسی روز اپنا تیار کردہ کیلنڈر اور کتابچہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کیا۔ ارشد علوی صاحب نے نشر و اشاعت کے حوالہ سے اپنی سالانہ رپورٹ پیش کی۔ تیسرا دن جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ جمعہ کا خطبہ حضرت امیر قوم نے دیا۔ جس میں آپ نے عبادت کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ ہماری زندگی کا مقصد عبادت الٰہی ہے۔ جس کا ایک جزو ذکر اللہ بھی ہے۔ عبدیت اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتی جب تک اللہ کے احکامات کو مقدم نہ کیا جائے اور اپنے آپ کو اس کے سپرد نہ کر دیا جائے۔ اس کے علاوہ آپ نے فرمایا کہ عبادات میں سب سے افضل عبادت نماز ہے۔ ہمیں اس کی طرف توجہ کرنی ہے اور اس کو اہتمام سے ادا کرنا اپنی فطرت ثانیہ بنانا ہے تا کہ ہم اللہ کی رضا کو حاصل کر سکیں اور اپنی زندگی کا مقصد پوری طرح ادا کر سکیں۔

چوتھے دن احمد شجاع صاحب نے ''موجودہ حالات اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر موثر تقریر فرمائی۔ علیم الدین صاحب نے ''جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا'' کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ عامر عزیز صاحب نے ''جرمن مشن کی تبلیغی سرگرمیوں کے بارے میں'' احباب جماعت کو آگاہ کیا اور جرمن مشن کی افادیت اور اپنے تبلیغی تجربات کے حوالے سے وہاں کے اہل علم طبقہ کے خیالات کا جائزہ لیتے ہوئے اسلامی فتوحات کے شاندار مواقع کا ذکر کیا جس کے ساتھ انہوں نے اپنی سالانہ کارکردگی رپورٹ بھی پیش کی۔ محترمہ شرمین جمیل صاحبہ نے ''مستقبل میں ترقی کے اسباب'' کے موضوع پر مفید لیکچر دیا۔ محترم میاں عمر فاروق صاحب نے ''اہل مجلس کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دلائی اور خصوصاً جرمن مسجد کی مرمت و آرائش میں حصہ ڈالنے اور بڑھ چڑھ کر خرچ کرنے کا جذبہ اجاگر کیا'' اس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اہل جماعت سے سالانہ اپیل کی اور اس کو جرمن مسجد کے ساتھ مخصوص کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے کبھی مال میں کمی نہیں آتی۔ اللہ کے راستے میں ایک دانہ خرچ کرنے سے سو دانے حاصل ہوتے ہیں تو کیوں اللہ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے خرچ کرنے کی ہمت نہیں کی جاتی ہے۔ آپ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں انفاق فی سبیل اللہ پر روشنی ڈالی اور دین کی ترویج و اشاعت اور اسلام کے غلبہ کے لئے اپنے مال وقف کرنے پر زور دیا۔ آپ نے جرمن مشن کے لئے دل کھول کر مال دینے کے لئے کہا جس پر تمام جماعت نے یک زباں ہو کر لبیک کہا اور اپنی استطاعت سے بڑھ کر اللہ کی خوشنودی کے لئے دیا۔

پانچویں روز انس حمید صاحب نے ''مجدد روحانی زندگی کے سامانوں کی خبر دیتا ہے'' کے موضوع پر گفتگو فرمائی۔ ایاز عزیز صاحب نے ''حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؒ کی صداقت کے نشانات'' کے حوالہ سے بات کی۔ ڈاکٹر نعمان الٰہی ملک صاحب نے امریکہ جماعت کی تبلیغی مساعی پر اظہار خیال کیا اور اس سال کی اہم تبلیغی پیش رفتوں سے آگاہی بخشی۔ محترم حامد رحمٰن صاحب USA نے ''قوموں کی زندگی اور احیاء کے اسباب'' کے موضوع پر تقریر فرمائی۔

حضرت مرزا ولی احمد بیگؒ

صبیحہ سعید

حضرت مرزا ولی احمد بیگ صاحب کی زندگی ایک نہایت ہی دلچسپ اور روح پرور داستان ہے۔آپ کی زندگی کے حالات ہر عام و خاص کے لئے سبق آموز اور حوصلہ بلند کرنے والے ہیں۔آپ پختہ، عظیم اور کامل ایمان کی ایسی مثال ہیں جس سے ہم سب استفادہ کر سکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی راہ میں کام کرنے کے لئے عمر، علم اور خاندانی پس منظر کی کوئی قید نہیں۔جب بھی اللہ تعالیٰ توفیق بخش دے انسان دین کی راہ میں بڑی سے بڑی خدمت انجام دے سکتا ہے۔

حضرت مرزا ولی احمد بیگ صاحب بمبئی کے قریب واقع پونا شہر میں آباد ایک مغل خاندان کے چشم و چراغ تھے۔آپ1887ء میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم ایک انگریزی اسکول میں حاصل کی۔پھر مائسور(Mysore) کالج میں داخل ہوگئے اور بی۔اے کے امتحان کی تیاری کر رہے تھے کہ آپ کی زندگی میں پہلا بھونچال آیا۔آپ کے والد کی وفات ہوگئی اور اپنے خاندان کو کفالت کرنے کے لئے پڑھائی چھوڑ کر تلاش معاش کرنی پڑی۔آپ کو ایک پارسی اسکول کے ہاسٹل میں سپریٹنڈنٹ کی ملازمت مل گئی۔

1919ء میں آپ کی زندگی میں دوسرا بڑا حادثہ پیش آیا۔آپ کی جواں سال شریک حیات جس کو آپ نے اپنی پسند سے چنا تھا۔influenza کا شکار ہوگئیں۔ان کی وفات نے آپ کو بالکل دلبرداشتہ کر دیا۔ان ہی دنوں فلو کی وباء سے بچنے کے لئے آپ کے اسکول کے بچوں کو ایک پہاڑی صحت افزا مقام 'مسوری' منتقل کر دیا گیا۔مرزا ولی احمد بیگ صاحب بھی بچوں کے ہمراہ وہاں چلے گئے۔وہاں کا پرسکون ماحول اور ایسے میں آپ کے دل کی بےچینی اور اداسی کا وہ عالم اُن دنوں آپ کے ہاتھ حضرت مولانا محمد علی صاحب کا انگریزی ترجمۃ القرآن لگ گیا۔اس سے پہلے نہ تو آپ کو مذہب میں کچھ دلچسپی تھی اور نہ ہی آپ دینی احکام کے پابند تھے۔آپ قرآن کو پڑھ کر بہت متاثر ہوئے اور مذہب کو سمجھنے کی جستجو پیدا ہوگئی۔یہ وہ چنگاری تھی جس کو موافق ہوا نے آگ بنا دیا اور مستقبل میں اُس نے ایک بھٹکی ہوئی قوم کے دلوں کو منور کر دیا۔

مسوری میں ایک کریم بخش صاحب تھے جن کی سٹیشنری کی دوکان تھی۔یہ صاحب قادیانی تھے اور دو ایک بار انہوں نے آپ کو حضرت صاحب کی کتب بھی دینے کی کوشش کی مگر آپ ان کو پڑھنے کی طرف راغب نہ ہوئے۔اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر کیا ہوا ہوتا ہے۔ترجمۃ القرآن پڑھنا آپ کی زندگی کا وہ اہم موڑ تھا جس سے آپ کا دل دین کی طرف مائل ہوگیا۔حضرت مرزا ولی احمد بیگ صاحب نے ''لائٹ'' اخبار اور ''ریویو آف ریلیجنز'' اپنے نام جاری کروا لیے اور دیگر کتب بھی آپ نے پڑھنا شروع کر دیں۔آپ کا دینی علم جوں جوں بڑھتا گیا توں توں دین اسلام کے معارف اور حقائق کھلتے گئے اور آپ کا حضرت مولانا محمد علیؒ سے ملاقات کا شوق بڑھتا گیا۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس طلب کو جلد پورا کر دیا۔ہوا یوں کہ ایک پارسی افسر جو کہ پشاور میں تعینات تھا اس کی چٹھی مرزا صاحب کے پاس آئی کہ وہ خواہشمند ہے کہ اس کے بیٹے ان کے پارسی اسکول میں پڑھیں لیکن اسے خود ان کو پہنچانے کی فرصت نہیں اس لئے وہاں سے کسی کو بھیج کر ان کو منگوا لیا جائے۔مرزا ولی احمد بیگ صاحب نے یہ موقع غنیمت جانا اور خود پشاور براستہ لاہور جانے کا فیصلہ کیا۔جب آپ لاہور پہنچے تو آپ کی گاڑی لیٹ ہوگئی اور آپ کو اندیشہ ہوا کہ شاید مولانا صاحب سے ملاقات نہ ہو سکے لیکن تدبیر خداوندی اور تھی۔سٹیشن پر پہنچ کر آپ کو پیغام ملا کہ آپ کو پشاور جانے کی ضرورت نہیں ہے وہ بچے جنہیں وہ لینے جا رہے تھے لاہور پہنچ گئے ہیں۔تھوڑا آرام کرنے کے بعد آپ رات کو ہی پوچھتے پچھاتے احمدیہ بلڈنگز پہنچ گئے۔ہر طرف اندھیرا تھا لیکن ایک دروازے کے نیچے سے روشنی آرہی تھی۔وہاں مولوی محمد علی صاحب اور چند اور بزرگان دین فروغ اسلام کی تدبیروں میں مصروف تھے۔آپ نے دستک دی تو مولانا صاحب نے خود دروازہ کھولا۔آپ نے اپنے آنے کی غرض بیان کی تو اس نورانی چہرہ والے شخص نے آپ سے ملاقات کے لئے اگلے دن کا وقت مقرر کیا

اور فوراً آپ کے رہن سہن کے بندوبست میں لگ گئے۔ دوسرے دن تقریباً دو گھنٹے تک حضرت مولانا محمد علی صاحب مرزا ولی احمد بیگ صاحب کو احمدیت کی اصل تعلیمات اور اختلاف سلسلہ کی تفصیلات بتاتے رہے۔ اس ملاقات نے مرزا صاحب کی جستجوئے حق اور بڑھا دی۔ آپ بہت سی سلسلہ کی کتب ہمراہ لے کر مسوری واپس روانہ ہو گئے۔

مسوری میں آپ نے کریم بخش صاحب سے اپنے لاہور کے سفر کا تذکرہ کیا تو وہ بہت پریشان ہوئے اور لاہوری احمدیوں کو بُرا بھلا کہنے کے علاوہ اس بات پر اصرار کیا کہ مرزا صاحب قادیان جا کر خلیفہ صاحب سے بھی ضرور ملاقات کرلیں۔ جلسے پر ایسے حالات ہو گئے کہ مرزا صاحب نہ جا سکے مگر کوئی ہفتہ بعد قادیان پہنچ گئے۔ کریم بخش صاحب ابھی وہاں موجود تھے۔ قادیان پہنچنے پر مرزا ولی احمد بیگ صاحب نے خلیفہ صاحب سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا تو پتہ چلا کہ یہ امر وہاں اتنا آسان نہیں۔ بتایا گیا کہ خلیفہ صاحب کے P.A سے بات کرو پھر کئی اور اشخاص اور مرحلوں سے گزرنے کے بعد شرفِ ملاقات حاصل ہوسکتا ہے۔ مرزا صاحب بھلا یہ کب کرنے والے تھے۔ لیکن مسجد میں خلیفہ صاحب کا دیدار ضرور ہو گیا۔ خلیفہ صاحب کے مسجد میں نمودار ہوتے ہی آپ کے معتقدین کا جو رویہ تھا وہ دیکھ کر آپ بیزار ہوئے اور قادیان سے فوراً روانہ ہونے کا ارادہ کرلیا۔

قادیان سے واپسی پر یکے پر بٹالہ آتے ہوئے آپ کو ٹھنڈ لگ گئی اور سخت تیز بخار ہو گیا۔ لاہور پہنچ کر پہلے آپ ایک قادیانی واقف کے ہاں ٹھہرے۔ جب مولانا صاحب کو آپ کی آمد اور بیماری کی خبر ہوئی تو آپ نے مرزا صاحب کو فوراً بلوالیا اور پہلے خواجہ کمال الدین صاحب کے ہاں اور پھر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے پاس آپ کے رہنے کا انتظام کیا۔ جہاں آپ کا علاج بھی ہوا اور تیمارداری بھی ہوئی۔ اس دوران آپ کے جسمانی علاج کے ساتھ ساتھ روحانی دوا بھی مرزا یعقوب بیگ صاحب کرتے رہے۔ ایک دن انہوں نے آپ کو اپنی قبولیت احمدیت کا واقعہ تفصیلاً سنایا اور ترغیب دی کہ وہ بھی باقاعدہ سلسلہ احمدیہ میں شامل ہونے کے متعلق دعا استخارہ ضرور کریں شاید اُن کا انشراح صدر اس پر ہو جائے۔ مرزا ولی احمد بیگ صاحب کو یہ بات بھا گئی اور آپ نے اس غرض سے مسجد میں تہجد میں استخارہ کرنا شروع کیا۔ دعا کرتے کرتے آپ کی آنکھ لگ گئی اور آپ نے ایک بہت ہی پُر معنی خواب دیکھا۔ آپ نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا دریا ہے جس میں سخت طوفان آیا ہوا ہے۔ اس میں ایک بہت بڑا جہاز ڈوب رہا ہے۔ کنارے پر دو شخص کھڑے ہیں۔ ایک کی داڑھی ہے اس داڑھی والے بزرگ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا ''کیا تمہیں تیرنا آتا ہے'' جب آپ نے اثبات میں جواب دیا تو اس پر اس بزرگ نے فرمایا ''جہاز میں جو آدمی غرق ہو رہے ہیں ان کو بچاؤ'' '' آپ فوراً کپڑے اتار کر دریا میں کود پڑے اور ڈوبنے والوں کو ایک ایک کر کے کنارے پر لانا شروع کر دیا۔ بہت سے آدمی ڈوب چکے تھے لیکن کئی ایک کو آپ بچا کر کنارے پر لے آئے۔ اس کے بعد آپ تھک گئے اور آپ کی سانس پھولنے لگی تو آپ نے ان بزرگ کی خدمت میں عرض کی ''اب میں تھک گیا ہوں مزید آدمیوں کو بچا کر نہیں لاسکتا تھوڑی دیر بعد جو انہوں نے مڑ کر دیکھا تو وہ بزرگ وہاں موجود نہ تھے۔''

اب ان کا ساتھی کھڑا تھا، انہوں نے اس سے سوال کیا ''یہ کون بزرگ تھے'' انہوں نے جواب دیا ''یہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تھے جنہوں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے'' یہ سن کر انہیں اس بات کا بہت افسوس ہوا کہ اگر یہ بزرگ حضرت مرزا صاحب قادیانی تھے تو پھر انہوں نے آپ سے زیادہ گفتگو کیوں نہ کی۔ اتنے میں انہوں نے دیکھا کہ وہ بزرگ جن سے وہ مخاطب تھے وہ بھی وہاں موجود نہ تھے۔ اذان ہو گئی اور آپ کی آنکھ کھل گئی۔ یہ اشارہ پاتے ہی آپ نے حضرت مولانا محمد علی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

اس کے بعد مرزا ولی احمد بیگ صاحب مسوری لوٹ گئے مگر اپنا دل لاہور میں چھوڑ گئے۔ ڈوبتے ہوئے لوگوں کو بچانے کی دھن ان کے سر پر ایسی سوار ہوئی کہ آپ نے دنیاوی کام کاج اور مفاد کو لات مار کر دین کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دینے کا فیصلہ کر لیا اور اس غرض سے لاہور تشریف لے آئے جہاں انہوں نے دینی تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی۔

ان دنوں سنگاپور، جاوا اور چین سے گھبراہٹ اور پریشانی کے خطوط موصول ہو رہے تھے کہ ہر طرف یاجوج ماجوج یعنی عیسائی اقوام کی اسلام پر یلغار ہے۔ لِلّٰہ کوئی ایسے عالم دین بھیجیں کہ جو اس حملے کا مقابلہ کرسکیں۔ یہ چھوٹی سی جماعت جس نے دنیا کے ہر کونے میں دین کے تحفظ اور فروغ کا بیڑا اٹھایا ہوا تھا کب چپ بیٹھ سکتی تھی۔ محمد حسین چیمہ صاحب، مولوی احمد صاحب اور مرزا ولی احمد بیگ صاحب

تین مجاہد دین یہاں سے روانہ کیئے گئے۔

مبلغین کو رخصت کرتے وقت سنت نبویؐ کی اتباع کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ چند نصائح کرتے تھے۔ ان کے جواب میں جو مرزا ولی احمد بیگ صاحب نے کہا وہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ ''میں ابھی کچھ بھی نہیں کہہ سکتا جب کوئی کام کر کے آیا تو پھر بات کروں گا۔''

مرزا ولی احمد بیگ صاحب کا کہنا ہے ''میں احمدیہ بلڈنگز سے رخصت ہو کر کراچی کی ٹرین میں چڑھنے کے لئے پلیٹ فارم پر کھڑا تھا کہ دیکھتا ہوں کہ حضرت مولانا سیڑھیوں سے اترتے چلے آرہے ہیں، میری حیرت اور خوشی کی انتہاء نہ رہی۔ مجھے اپنی ذمہ داری اور فرائض کا پہلے سے بھی زیادہ احساس ہو گیا۔''

محمد حسین چیمہ صاحب تو سنگاپور رہ گئے، مولوی احمد صاحب اور مرزا ولی احمد بیگ صاحب جاوا پہنچ گئے۔ مولوی احمد صاحب بڑے بلند پایہ کے عالم دین تھے۔ علم حدیث کے ماہر، مبلغین کے استاد اور سلسلہ تصنیف میں امیر مرحوم کے معاون تھے۔ حضرت مرزا ولی احمد بیگ صاحب کو میدانِ علم دین میں نو وارد تھے مگر جذبہ تبلیغ دین سے سرشار تھے۔

حضرت ولی احمد بیگ صاحب نے جاوا سے آگے چین جانا تھا مگر مشیعت ایزدی اور تھی۔ خدا کا کرنا یہ ہوا کہ جس جہاز میں مرزا صاحب سفر کر رہے تھے اس کا ''Propellor'' پروپیلر پنکھا ٹوٹ گیا اور اس سست رفتاری کے زمانے میں انگلستان سے نیا پنکھا آنے میں مہینے لگ گئے۔ اس اثناء میں مولوی احمد صاحب اور مرزا ولی احمد بیگ صاحب کی جوڑی عیسائیت کے مقابلہ اور تجدید دین کے کاموں میں تن من دھن سے لگ گئی۔ مرزا صاحب کو محسوس ہوا کہ آپ کا وہاں رہنا زیادہ سودمند ہوگا۔ سو آپ نے مرکز سے اجازت لے کر جاوا میں رہنے کا فیصلہ کر لیا۔ ان دونوں مجاہدوں نے ردِ عیسائیت اور مسلمانوں کی تنظیم و اصلاح دونوں محاذوں پر بیک وقت کام شروع کر دیا۔

اس وقت (East Indies) ایسٹ انڈیز میں ڈچ کی حکومت تھی اور ان کی پشت پناہی سے عیسائی اسلام کو بدنام کر رہے اور عیسائیت کو خوب فروغ دے رہے تھے اور بہت سے کم علم مسلمانوں کو عیسائی کرنے میں کامیاب ہو رہے تھے۔ اس وجہ سے جب جاوا کے مسلمانوں کو ان دو عالموں کا سہارا ملا تو انہوں نے ان کو بہت خوش آمدید کہا۔ خاص طور پر ''محمدیہ'' نے۔ یہ ایک مسلمانوں کی جدید تنظیم تھی اس نے ان کی بہت امداد کی۔

1924ء میں ''محمدیہ'' نے ایک بڑے جلسے کا اہتمام کیا جس میں مولوی احمد صاحب نے عربی میں اور مرزا ولی احمد بیگ صاحب نے انگریزی میں تقاریر کیں جن کو بہت سراہا گیا۔

مولوی احمد صاحب کو جاوا کی آب و ہوا بالکل موافق نہ آئی اور خرابی صحت کی وجہ سے چند مہینوں بعد ہی واپس وطن آنا پڑا اور ڈوبتے ہوئے جہاز سے لوگوں کو بچانے کا عظیم کام حضرت مرزا ولی احمد بیگ صاحب کے ناتواں کندھوں پر آپڑا مگر جس کی ہمت جوان ہو اور اللہ کی تائید حاصل ہو وہ کبھی کمزور نہیں ہوتا۔

حضرت مرزا ولی احمد بیگ صاحب کے عیسائیت پر جوابی حملوں سے دشمنان دین کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ پسپا ہونے لگے۔ مسلمانوں میں عموماً اور روشن خیال مسلمانوں میں خصوصاً حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ کے خیالات کی مقبولیت بہت بڑھ گئی اور بہت نمایاں شخصیات اس کام میں بھرپور حصہ لینے لگیں Tjokroominote صاحب Djojosugta صاحب Sudowo سودیو صاحب اور بہت سے اور لوگوں نے مولانا محمد علیؒ کے ترجمۃ القرآن کا اور دیگر اہم کتب کا ڈچ اور وہاں کی مقامی زبانوں میں ترجمہ کیا اور فروغ دین کے لئے بہت کام کیا۔

مگر اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے، ہندوستان جب یہ خبر پہنچی کہ احمدی مبلغین ڈچ ایسٹ انڈیز میں بڑے کامیاب ہو رہے ہیں تو یہاں کے کم ظرف علماء کو بہت تکلیف ہوئی اور اُس کا سدباب کرنے کے لئے یہاں سے مولوی پہنچ گئے۔ 1927ء میں عبدالعلیم صدیقی صاحب نے احمدیت کے خلاف بہت زہر پھیلایا۔ جس کی وجہ سے کئی لوگوں میں احمدیت کے خلاف تعصب پیدا ہو گیا۔ شر پسندوں کی پھونکوں سے کب حق کا چراغ بجھتا ہے کچھ وقت کے لئے ٹمٹایا اور پھر پہلے سے بھی زیادہ روشن ہو گیا۔ لیکن نقصان یہ ہوا کہ پہلے جو مسلمان متحد ہو کر دین کی راہ میں کام کرتے تھے اب الگ الگ ہو گئے اور کئی ایک تنظیمیں بن گئیں۔ اس کا مثبت نتیجہ بھی ہوا اور وہ یہ تھا کہ ہم خیال مسلمانوں نے ایک احمدیہ جماعت بنانے کا فیصلہ کر لیا جو ایک منظم اور زیادہ پراثر انداز میں کام کرنے لگی۔

حضرت مرزا ولی احمد بیگ صاحب نے بہت سے احمدی اسکولوں میں بھی پڑھایا۔ آپ اپنے طالب علموں میں بے حد ہر دلعزیز تھے۔ وہ آپ کی بے حد عزت وقدر کرتے تھے۔ آپ کے طالب علموں میں سکارنو بھی تھے جو انڈونیشیاء کے بانی اور پہلے صدر تھے۔

آپ نے وہاں ایک انڈونیشیاء خاتون سے شادی بھی کی جو کوئی زیادہ دیر نہ چلی۔

1928ء میں جاوا میں ''لاہور احمدیہ موومنٹ آف انڈونیشیاء'' رجسٹر ہو گئی اور خوش اصلوبی سے کام کرنے لگی۔ آپ کی نوجوانوں پر خصوصاً نظر تھی۔ آپ ان کی حوصلہ افزائی کرتے۔ آپ کی سرپرستی میں بہت سے مذہبی رسائل اور اخبارات بھی شائع ہونے لگے۔

اب مرزا ولی احمد بیگ صاحب نے سوچا کہ وقت آ گیا ہے کہ بڑے شہروں کو چھوڑ کر جہاں اسلام اور احمدیت کی جڑیں مضبوط ہو گئی تھیں۔ دور افتادہ علاقوں میں پیغام حق پہنچایا جائے۔ سو اپنے آرام اور شہرت کو بالائے طاق رکھ کر آپ Tarwokerto چلے گئے اور اسلام کی تعلیم وہاں دینی شروع کر دی۔ وہاں سے آگے ایسی جگہوں پر بھی جاتے جہاں نہ سڑک تھی نہ کوئی صحیح راستہ پیدل یا گدوں خچروں پر جانا پڑتا۔

آپ کے کئی شاگرد مزید دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے لاہور بھی آتے رہے۔ آپ کو ڈچ ترجمۃ القرآن کے سلسلے میں دوبارہ جکارتہ میں کچھ مدت رہنا پڑا۔ مارچ 1934ء کو جب بالآخر ترجمہ ڈچ میں چھپ گیا تو آپ نے وطن واپس آنے کی درخواست کی۔ نومبر 1937ء میں انڈونیشیاء میں بڑی خوش اسلوبی سے اپنا کام سرانجام دے کر آپ تقریباً 14 سال بعد وطن واپس آئے۔

اب وقت آ گیا تھا کہ مرزا ولی احمد بیگ صاحب اپنے اس وعدے کو پورا کرتے جو آپ جماعت سے 14 سال پہلے کر کے گئے تھے کہ'' کچھ کام کر کے آیا تو بات کروں گا'' 1937ء کے سالانہ جلسے میں آپ نے جماعت کو انڈونیشیاء جاوا میں اپنی یعنی احمدیت کی شاندار کامیابی کے متعلق تفصیلاً بتایا۔

یہ مردِ حق یہ دین کے شیدائی کب آرام سے بیٹھتے ہیں۔ 1938ء میں جماعت نے آپ کو ووکنگ بھیج دیا جہاں وہ چند ماہ رہ کر ہالینڈ چلے گئے۔ ان کا ارادہ تھا کہ جماعت کے تعاون سے آپ ایمسٹرڈیم Amsterdam میں ایک مرکز قائم کر دیں گے۔ اس مقصد کے لئے آپ کوئین ولہما Queen Wilhima سے ملے اور ایک زمین کا ٹکڑا دینے کا وعدہ بھی لے لیا۔ مرکز کی تعمیر کے لئے آپ نے بہت سا چندہ بھی اکٹھا کر لیا مگر اللہ تعالیٰ کو یہ ابھی منظور نہ تھا۔ ستمبر 1939ء میں دوسری جنگ عظیم چھڑ گئی اور ہالینڈ جرمنی کے قبضے میں آ گیا۔ اس دوران آپ کی ڈچ بیوی بھی بمباری میں ماری گئی اور آپ کو جرمنوں نے قید کر لیا۔ آپ کو باقی قیدیوں کے ساتھ بہت تکلیفیں اٹھانا پڑیں۔ بھوک، مار اور اذیت برداشت کرنا پڑا۔ جب یہ لگتا تھا کہ اب بچنے کی کوئی صورت نہیں تو اللہ نے ایک دفعہ پھر آپ کی مدد کی۔ نازلیں Natzis کو پتہ چلا کہ آپ بہت سی زبانیں جانتے ہیں۔ انہوں نے آپ کو اپنے پراپیگنڈہ کے ریڈیو پروگراموں کے لئے رکھ لیا۔ یہ پروگرام ریڈیو برلن سے خاص طور پر ہندوستانی برٹش فوجیوں کے لئے تھے۔ آپ مجبوراً ریڈیو بولن سے پروگراموں میں بولتے رہے۔ جب 1945ء میں ہٹلر کو شکست ہوئی تو روسی فوج نے برلن پر قبضہ کر لیا۔ مرزا ولی احمد بیگ صاحب نے عافیت اسی میں جانی کہ مغرب کی سمت بھاگ کر امریکی فوج کے سامنے اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر دیا۔ امریکیوں نے ان پر مقدمہ چلایا۔ آپ مجبور اور بے گناہ ثابت ہوئے تو آزاد کر دیا اور آپ ہندوستان واپس آ گئے۔

اب آپ کا چوتھا اور آخری باب زندگی کا شروع ہوتا ہے۔ جب آپ ہندوستان پہنچے تو پاکستان بن چکا تھا اور آپ کو پاکستان آنے کا ویزا نہ مل رہا تھا کیونکہ آپ بمبئی کے رہنے والے تھے اور نہ ہی کوئی اور محفوظ طریقہ یہاں پہنچنے کا تھا اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کا خود کارساز ہوتا ہے۔ ان دنوں انڈونیشیاء کا صدر ''سکارنو'' دورہ ہندوستان پر دہلی آئے ہوئے تھے۔ ہندوستان کے وزیر اعظم جواہر لال نہرو کے ساتھ جامع مسجد دہلی دیکھنے گئے، وہاں ہجوم میں مرزا ولی احمد بیگ صاحب بھی کھڑے تھے۔ جیسے ہی ان کی نظر مرزا ولی احمد بیگ صاحب پر پڑی وہ فوراً ان کی طرف لپکے اور تعظیم سے ان کے گھٹنوں کو چھوا۔ جواہر لال نہرو بہت متاثر ہوئے اور ان کے پاس آ کر پوچھا کہ کیا وہ ان کے لئے کچھ کر سکتے ہیں۔ مرزا صاحب نے کہا

کہ وہ اوران کے کچھ رفیق پاکستان جانا چاہتے ہیں۔ نہرو نے فوراً اس کا انتظام کر دیا اور آپ لاہور تشریف لے آئے۔ کچھ دن یہاں رہ کر کراچی میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔

کراچی میں آپ خطبے دیتے، درس دیتے اور جماعت اور غیر از جماعت بچوں کو قرآن شریف اور عربی پڑھاتے اور دینی تعلیم دیتے رہے۔ اس زمانے میں کراچی پاکستان کا دارالخلافہ تھا، اس لئے بہت سے فارن مشن وہاں تھے۔ ان کے لوگوں کو مختلف زبانیں سکھاتے رہے۔ اس دوران میں سکارنو پاکستان بھی آئے تو خاص درخواست کر کے آپ سے ملاقات کی۔

آپ بڑے غیور اور درویش آدمی تھے۔ اپنا بوجھ ہمیشہ خود اٹھاتے۔ انہوں نے دو یتیم بچوں کی کفالت بھی کی اور ان کی آخری بیماری میں وہ بچے انکا خاصہ خیال کرتے۔

حضرت مرزا ولی احمد بیگ صاحبؒ ایک بھرپور زندگی گزار کر 1971ء میں اپنے مولیٰ حقیقی سے جاملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

ان کی وفات کے بعد مرزا مسعود بیگ صاحب نے انکے اخلاق اور عادات کے متعلق یہ لکھا:

''حضرت مرزا ولی احمد بیگ صاحب نے جو کچھ دین کی خدمت کی اور بہت کی، دل کی گہرائیوں اور لگن سے کی، اور اپنا فرض سمجھ کر کی، نہ کبھی اس پر تکبر کیا اور نہ ہی اس کے صلے میں کچھ چاہا۔ ان کی جزا اللہ کے پاس ہی ہے۔''

حضرت مرزا ولی احمد بیگ صاحب کا اللہ کے ہاں کیا مقام ہوگا وہ تو اللہ ہی جانتا ہے مگر اگر ان کو کسی سٹرفکیٹ کی ضرورت ہوتی تو یہ کافی تھا کہ حضرت مولانا محمد علیؒ نے 1937ء میں اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا:

''خدا کا فضل ہے کہ اس زمانے میں بھی حضرت مسیح موعودؑ کی روحانی طاقت نے ایسے آدمی پیدا کئے ہیں جو جدوجہد اور خاکساری کے لحاظ سے صحابہ کرام کے نقشِ قدم پر ہیں۔ اگر مجھے اپنی جماعت میں سے کام اور خاکساری کا نمونہ پیش کرنے کی ضرورت ہو تو میں مرزا ولی احمد بیگ صاحب کا نام لوں گا۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں ان بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ: برلین مسجد میں تبلیغی سرگرمیاں

برلین مسجد میں بین المذاہب سیمینار کا انعقاد

30 جنوری: دارہ HWPL کے زیر اہتمام مسجد میں ایک انتہائی اہم اور کامیاب سیمینار کا انعقاد ہوا۔ اس دفعہ " تمام مذاہب کی مقدس کتب میں موجود پیشگوئیاں" موضوع رکھا گیا تھا۔ الحمدللہ عامر عزیز صاحب نے اس بارہ میں اسلامی نکتہ نگاہ کو قرآن مجید کی روشنی میں نہایت عمدگی سے پیش کیا۔

اس مجلس میں برلین کے بدھ مت کے راہب کا پہلی مرتبہ مسجد میں آنا اہمیت رکھتا ہے۔ بدھ مت کے نمائندے اسلام کی تعلیمات سے نہایت متاثر ہوئے۔ مسجد میں مدعو ہونے پر انہوں نے بالخصوص احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا شکریہ ادا کیا۔ عیسائی مذہب کے پادری نے بائیبل میں موجود پیشگوئیوں کا تفصیل سے ذکر کیا۔ بدھ مت کے جرمنی میں سربراہ نے حضرت بدھ کی امن کی ترویج کی تعلیمات کا تذکرہ کیا۔

ڈاکٹر گارڈین جونکر صاحبہ کی مسجد میں آمد

30 جنوری: ڈاکٹر گارڈین حضرت مولانا محمد علی صاحب کی کتاب ''یاجوج ماجوج'' لینے کے لئے مسجد تشریف لائیں۔ ہم نے مسجد میں ہونے والے تعمیراتی کام کا بھی مختصراً جائزہ لیا۔ یہ خاتون نہ صرف تحریک احمدیت بلکہ دونوں عالمی جنگوں کے درمیانی عرصہ میں یورپ میں اسلام کے بارے میں مختلف مسلمان تنظیموں کی مذہبی سیاسی اور علمی سرگرمیوں پر نہ صرف کئی کتب انگریزی اور جرمن زبان میں لکھ چکی ہیں بلکہ برلین مسجد کی تاریخ اور اس کی سرگرمیوں میں خاص دلچسپی لیتی ہیں۔

ناظمہ نصر اللہ صاحبہ اور ان کے والد کی ہالینڈ سے آمد

ناظمہ نصر اللہ صاحبہ اپنے والد نعیم نصر اللہ صاحب اور ایک عدد ترکھان کے ہمراہ برلین مسجد تشریف لائیں اور تین روز قیام کیا۔ مشن ہاؤس کے باورچی خانہ میں ضروری سہولتوں کے مہیا کرنے اور مشن ہاؤس میں دیگر مرمت اور آرائش کے کاموں کے لئے ان کی خدمات قابلِ قدر ہیں۔ وہ اس سے پہلے بھی کئی موقعوں پر تشریف لا چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کی اس خدمت اور قربانی کو قبول فرمائے۔ آمین

انگریزی سے ترجمہ: ہما خالد،ایم۔اے

برلین مسجد میں تبلیغی سرگرمیاں

رپورٹ ماہ جنوری2017ء

از: عامرعزیز،ایم اے(امام برلین مسجد)

IGM برلین گروپ کے وفد کی آمد

10 جنوری: IGM برلین گروپ کے 30 سے زائد خواتین اور مردوں نے ایک خاتون کی سربراہی میں مسجد کا دورہ کیا۔دورے کا دورانیہ ڈیڑھ گھنٹہ تھا۔سب سے پہلے وفد کو اسلام کے متعلق ایک پریزنٹیشن دی گئی بعدازاں سوال و جواب کا سلسلہ رہا۔روایت کے مطابق انہیں اسلام اور مسجد سے متعلق کتابچے دیئے گئے۔الحمدللہ گفتگو کافی موثر رہی۔

امریکی نژاد یہودی فوٹوگرافر کی مسجد میں آمد

17 جنوری: محترم اندریولیوائس عامرعزیز صاحب امام برلین کا انٹرویو لینے کی غرض سے تشریف لائے۔فوٹوگرافی کے طالب علم ہونے کے ناطے انہوں نے مسجد کی اور امام صاحب کی تصاویر بھی بنائیں۔جمعہ 21 جنوری کو بالخصوص نماز جمعہ کیلئے دوبارہ تشریف لائے اور نمازیوں کی تصاویر بھی بنائیں۔مسجد کی خوبصورتی اور اس کی دیگر مذہبی تنظیموں میں ہم آہنگی سے متعلق سرگرمیوں سے بے حد متاثر ہوئے۔انہیں بھی مختلف موضوعات پر کتب دی گئیں۔

AKR کے وفد سے ملاقات

17 جنوری: برلین کے سب سے قدیم ادارے (AKR) Multi Faith Organization کے زیر اہتمام امام برلین مسجد کو ان کی میٹنگ میں شامل ہونے کا موقع ملا۔دیگر سرگرمیوں کے علاوہ تمام مذاہب کے مشترکہ مسائل پر بھی بحث ہوئی۔

ریسرچ پیپر کے لئے انٹرویو

26 جنوری: جماعت ربوہ کے ممبر جناب کامران صاحب نے دونوں جماعتوں کے مابین اختلافات پر ایک مفصل انٹرویو لیا۔موصوف کے استاد نے ریسرچ کی تیاری کیلئے انہیں یہ موضوع دیا تھا۔

برلین کی پوسٹڈیم یونیورسٹی کے طلباء کا سیمینار

27 جنوری: گیارہ بجے دن ڈاکٹر فل جینین زگلر کی سربراہی میں پوسٹڈیم یونیورسٹی کے 20 طلباء کی جانب سے ایک سیمینار کا اہتمام برلین مسجد کے احاطہ میں کیا گیا۔طلباء کے وفد نے جمعہ کا خطبہ انتہائی توجہ سے سنا جبکہ بعض طلباء نے نمازِ جمعہ میں شرکت بھی کی۔الحمدللہ جمعہ کے لئے مسجد نمازیوں سے پُر تھی۔محترمہ ڈاکٹر زگلر نے انتظامات کیلئے شکریہ ادا کیا اور آئندہ بھی آنے کا وعدہ کیا۔شرکاء کو اسلام اور مسجد کی تاریخ کے بارے میں کتابچے دیئے گئے۔

سائینٹالوجی چرچ کی 50 سالہ تقریبات میں شرکت

27 جنوری: سائینٹالوجی چرچ نے برلین میں اپنی 50 سالہ تقریبات منائیں۔پروگرام میں لوگوں نے کثرت سے شرکت کی اور امام برلین مسجد کو اس تنظیم کے لوگوں سے ملنے اور گفتگو کرنے کا موقع ملا۔چرچ کے بہت سے ممبران نے برلین مسجد کا دورہ کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔

ڈاکیومنٹری فلم کیلئے انٹرویو

ترکی نژاد طالبہ کو اپنے اساتذہ کی جانب سے برلین مسجد کی ڈاکومنٹری بنانے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔وہ مسجد تشریف لائیں اور مسجد کی ڈاکیومنٹری فلم بنائی اور عامرعزیز صاحب امام مسجد برلین کا تفصیلی انٹرویو بھی لیا۔یہ ڈاکیومنٹری فلم سالانہ مقابلہ کے لئے تیار کی جارہی ہے جس کا مقصد برلین مسجد کی عمارت کی تعمیر،ڈیزائن اور اس کی سرگرمیوں کی عکاسی کرنا ہے۔جماعت کے لئے یہ خاص اہمیت کی حامل ہے۔

(بقیہ صفحہ نمبر21)

پیغام صلح سو سال پہلے (جنوری تا فروری 1917ء)

ترتیب و تدوین: ارشد علوی صاحب

3 جنوری 1917ء

لندن 2 اور مشرف باسلام۔ ا۔میڈیکل ڈگری کا طالب علم
مسٹر حسین کا اسلامی نام محمود۔ دوسرا جان ڈگلس ٹامسن اسلامی نام جامی داؤد

7 جنوری 1917ء

مضمون: ''موجودہ اختلافات سلسلہ احمدیہ اور مسیح موعود۔ ووکنگ مشن کی اہمیت
لیکچر خواجہ کمال الدین صاحب۔ سامانہ میں محمودیوں کا جلسہ اور اس کی غلط رپورٹ
عقائد محمودیہ سے بیزاری اور فسخ بیعت (محمد صدیق بھیروی)

10 جنوری 1917ء

مولوی صدرالدین صاحب اور شیخ نور احمد صاحب کا خیریت کا تار پورٹ سعید سے
مضمون: ''نبوت محمدیہ۔ ستارہ صبح کی درخشانی (ایڈیٹوریل)
مراسلات: لالہ صاحب کی لاف۔ عقائد محمودیہ سے بیزاری، گجرات)
جلسہ سالانہ پر ایک ثنائی معترض کی غلط بیانی کا جواب

14 جنوری 1917ء

ایڈیٹوریل: ''تبدیلی عقیدہ''۔ نبوت محمدیہ۔ آخری نبی
جناب مرزا نیاز بیگ صاحب والد ماجد ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی بیماری پر صحت کے لئے دعا۔ افریقہ میں بابو منظور الٰہی صاحب خدمت دینی میں مصروف
اعلان فسخ بیعت۔ محمد امین بھیرہ۔ محمد مرتضٰی تلہ گنگ
لیکچر مولوی عبدالحق ودیارتھی صاحب ''تخلیق کائنات اور وید''

17 جنوری 1917ء

خطبہ جمعہ ''روحانیت کیا چیز ہے''۔ تقریر برموقع جلسہ حضرت امیر ''اسلام اور دیگر مذاہب''۔ مضمون ''نور رسالت کی تیز شعائیں'' ایک زبردست عیسائی عالم کے دل پر (ڈاکٹر ہنری اسٹب)

21 جنوری 1917ء

ایڈیٹوریل: ''مسیح موعود حقیقی طور پر''۔ مضمون: ''احمدی ہیں نہ کہ احمد''۔
مضمون: ''قدامت وید کے خلاف نبوت''۔ مضمون: ''غیر مسلموں پر اسلام کے احسانات''۔ منقولات: ''الحق یعلو ولا یعلیٰ''۔ مضمون: ''مذہبی تعلیم حضرت مسیح موعود کے متعلق''۔ مضمون: ''چند غلط فہمیوں کا ازالہ'' ۔خلاصہ تقاریر: ''مولانا صدرالدین صاحب، شیخ نور احمد صاحب (ووکنگ)

24 جنوری 1917ء

مضمون ''اللہ اور رسول کی اطاعت کے ثمرات''۔ آمد: ''مولانا صدرالدین صاحب و شیخ نور احمد بلال کی ووکنگ سے بخیریت آمد ریلوے سٹیشن پر تمام جماعتوں سے آئے ہوئے وفود نے والہانہ استقبال کیا۔ ایڈیٹوریل: ''مذہبی آزادی کو پامال کرنے کی کوشش''۔ مراسلات: ''وصیت جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب'' (اسسٹنٹ سرجن کیمبلپور)۔ فسخ بیعت: ''ایک عزیز خلیفہ محمد اکرم علوی صاحب سے سُن کر دل کو یقین ہو گیا'' (مراد بیگ، سامانہ)

28 جنوری 1917ء

ایک اور خاتون کا قبول اسلام ووکنگ ۔ایڈیٹر: حضرت اقدس مسیح موعود اور پیغام صلح ''فسخ بیعت'' عمر بخش (گجرات) مولوی غلام رسول صاحب کے چند سوالات اور ان کے جوابات''

31 جنوری 1917ء

''اظہار عقیدت''۔ ''مولانا صدر الدین صاحب سیالکوٹ روانہ ہوئے''۔ ''میاں صاحب کی مخبوط الحواسی'' (سید محمد احسن صاحب امروہی)۔ ''فسخ بیعت'' مشتاق احمد و کنیز فاطمہ (امرتسر)۔ بھیرہ کے احمدی احباب نے جلسہ کیا۔ سید محمد حسین شاہ صاحب و مولانا عبدالحق ودیارتھی صاحب نے خطاب فرمایا۔ مضمون: ''نو مریدانِ اسلام''۔ مُراسلات: ''اعلان از جماعت بمبئی اپنے آپ کو احمدیہ انجمن لاہور کے ساتھ وابستہ کرتی ہے''۔ بقلم خاکسار اسمٰعیل آدم سیکرٹری جماعت بمبئی ، ۱۰ جنوری ۱۹۱۷
''اعلان فسخ بیعت'' شوق محمد لاہور۔

4 فروری 1917 ء

ایڈیٹوریل۔حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور پیغام صلح۔ مضمون۔ میاں صاحب کے

غلط بیانات کی تردید،عقیدہ ہم نے تبدیل کیا یا مکفر المسلمین نے یعنی محمودیوں نے (ازقلم حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ)۔ عالم نسواں۔ لڑکیوں کی پیدائش پر توہمات مراسلات۔خواجہ صاحب کی صدق بیانی اور الفضل کی خلاف بیانی۔(ازقلم حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ)۔اعلان فسخ بیعت۔ (مولا بخش۔قصور)

7فروری1917ء

اخبارِ احمدیہ۔ آریوں سے ایک دلچسپ مناظرہ۔ ایڈیٹوریل۔ اسلام اور آریہ سماج، مسلمان نوجوانوں کی توجہ کے قابل۔منقولات۔ قرآن پر حملہ اور اسکے وجوہ کی تحقیقات (ازشیخ عبدالقادر آفندی المغربی)۔مضمون۔اسلام اور مساوات۔مراسلات۔ اسمہٗ احمد کے حقیقی مصداق حضرت نبی کریمؐ ہی ہیں۔(حضرت مسیح موعود کی اپنی شہادت) سلسلہ مضمون۔ ابطال قدامت وید۔

11فروری1917ء

حضرت مسیح موعودؑ کا اپنا بیان (دربارہ نبوت)۔ایڈیٹوریل۔حضرت مسیح موعودؑ کی پوزیشن اسلام میں۔اشتہار حضرت مسیح موعودؑ تبلیغ حق۔مضمون۔ رسول اللہ صلعم کی نسبت یورپ کے ایک متشرق کی رائے (خاتون پروفیسر ڈی گیچی)
فسخ بیعت۔عبدالحق کلرک محکمہ نہر (جہلم)

14فروری1917ء

نظم۔ احمد ہی پیشوا ہے، احمد ہی مقتدا ہے۔ملفوظات۔ جماعت کو کس بات کی خواہش ہونی چاہیے۔مضمون۔غیر از جماعت کا جنازہ ہر ایک کی پڑھ لی جاوے۔ہاں اگر کوئی سخت معاند ہو یا فساد کا اندیشہ ہے تو پھر نہ پڑھنی چاہیے۔عالمِ نسواں۔ نماز پر ایک ضروری مضمون۔ایڈیٹوریل۔غیر مذاہب میں اس وقت کیا ہو رہا ہے۔مسیحی مشن کی طرف سے ایک خاص مہم کی تیاریاں احمدی نوجوانوں کی توجہ کا قابل۔مراسلات۔ حضرت مسیح موعودؑ حقیقی طور پر احمدی ہیں نہ کہ احمد (ازعبدالرحمٰن احمدی تخت ہزاروی ضلع پشاور) اخبارِ احمدیہ۔ فسخ بیعت۔بیس آدمیوں کا اعلان (پیرکوٹ گوجرانوالہ) (ازقلم حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ) مولانا صدرالدین صاحبؒ کا لیکچر انگریزی میں یونیورسل ریلیجن (عالمگیر مذہب)۔انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام اسلامیہ کالج لاہور کے حبیبیہ ہال میں منعقد ہوا۔نومُبائعین۔ (19) انیس افراد نے بیعت کی۔ مسلمان طلبہ کو جسٹس وڈراف کا مشورہ۔نوجوان مسلمانوں کو بیدار ہونا چاہیے۔

18فروری1917ء

نظم۔لباس شیر میں کرتے ہیں روباہ بازیاں کیسی۔ ملفوظات۔عرش کیا ہے۔ ایڈیٹوریل۔ووکنگ مشن انگلستان اور رائیٹ آنریبل لارڈ ہیڈلے۔تعزیت نامہ۔ آنریبل خواجہ غلام الثقلین صاحب کی وفات مقدمہ۔امرتسر میں محمودیوں اور دوسرے مسلمانوں میں مقدمہ۔مضمون۔ ضمیمہ النصیحۃ لرفع الفضیحۃ (ازمولانا محمد احسن صاحب فاضل امروہوی)۔لیکچر۔ ختم نبوت کے معنی آنحضرتؐ کے فیض کے بند ہو جانے کے نہیں۔ (مفتی محمد صادق صاحب)

21فروری1917ء

نظم۔وہ تو داتا ہے۔ہر ایک قوم کے انسانوں کا (حکیم اللہ یار خان صاحب جوگی) ملفوظات۔سُود اور ایمان۔اخبارِ احمدیہ۔ مولانا صدرالدین صاحب سیالکوٹ سے واپس تشریف لائے۔ایڈیٹوریل۔ ووکنگ مشن انگلستان اور رائیٹ آنریبل لارڈ ہیڈلے۔ (2)مضمون۔ردِّ بدعات سرٗء درخلافت ثانیہ (ازسیّد محمد یعقوب صاحب صابر)۔ عالم نسواں۔قُرآنِ کریم کو پڑھو (ایک احمدی خاتون کی نصیحت) فسخ بیعت۔محمد مہر بخش سوداگر لاہور۔حضرت خواجہ صاحب کے استفتاء کے جواب۔

25فروری1917ء

نظم۔گرمئی ہنگامہ اہل تمنا دیکھئے۔مضمون۔بلادِ غربیہ میں تبلیغ اسلام۔لندن میں جلسہ مولود النبیؐ۔ایڈیٹوریل۔پھر بہار آئی خُدا کی بات پوری ہوئی بارہ مسلمان آریہ ہو گئے۔خاتم النبیین کے عجیب معنی (ازحکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ)۔
منقولات۔اسلام اور احمدیت۔

28فروری1917ء

بلادِ غربیہ میں اسلام دو خواتین مشرف بہ اسلام ہوئیں۔مس کنیرڈ (لندن) کا اسلامی نام رشیدہ اور مسز کیسنر (گلاسگو) کا اسلامی نام صالحہ رکھا گیا۔ملفوظات۔نبی اپنا ورثہ نہیں چھوڑتے (حضرت مسیح موعودؑ کا ایک خط)۔ایڈیٹوریل۔طاعون اور اسکا علاج۔توکل کا غلط مفہوم۔مضمون۔ چین کی اسلامی دنیا میں مسیحی مشنریوں کا رسوخ۔ضمیر کی صدا۔
اخبارِ احمدیہ۔ برائے جلسہ لائلپور (موجودہ فیصل آباد) حضرت امیر مولانا محمد علیؒ ، مولانا صدرالدین صاحبؒ حکیم محمد حسینؒ صاحب مرہم عیسیٰ، مولانا عبدالحق ودیارتھی صاحبؒ اور ایک مخلص احمدی نوجوان میاں عبدالغفور متعلم آرٹس سکول لاہور۔تشریف لے گئے اور آپ کی رہائش کا انتظام شیخ محمد اسماعیل صاحب اور مولا بخش صاحب کی نئی فلور ملز میں ہوا۔

ہم دہشت گردی کا شکار کیوں؟

قاری ارشد محمود

میں نے جیسے ہی پڑھنے کے لئے اخبار اٹھایا ہیڈ لائن دیکھ کر میری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے آج پھر وہی افسوسناک خبر جس کو پڑھ کے پچھلے چند دنوں سے آنکھیں تو کیا دل بھی خون کے آنسو رو رہا تھا اس مہینے میں تقریباً یہ چوتھا دھماکہ تھا جو کہ ڈیفنس کے علاقے میں ہوا جس میں تقریباً آٹھ کے قریب لوگ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اخبار کے صفحوں کی ورق گردانی کرتے ہوئے جب میرے سامنے یہ خبر آئی کہ ڈیفنس دھماکے میں بہت تھوڑا نقصان ہوا ہے۔ مجھے اس خبر نے ہلا کر رکھ دیا کہ جن کے آٹھ پیارے اس دنیا سے چلے گئے اُن سے پوچھ کر دیکھو کہ کتنا نقصان ہوا ہے۔ ابھی تو لاہور دھماکے کے زخم بھرے نہ تھے کہ سہون شریف کا دھماکہ سن لیا جس میں بڑی تعداد میں زائرین لقمہ اجل بن گئے ان فوت ہونے والوں میں مرد خواتین بوڑھے اور بچے بھی شامل تھے اور ان کے ساتھ ساتھ زخمی جو اپنے زخموں کی تکلیف سے کراہ رہے تھے زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا یہ سوچ رہے تھے ہمارے اس پیارے ملک کو نا جانے کیا ہو گیا کہ جہاں نا تو کوئی مذہبی گروہ محفوظ ہے نہ کوئی سیاسی جماعت اور نہ غیر سیاسی بلکہ اس خونی آندھی میں بچوں تک کے جسم خون سے رنگین ہیں۔

قارئین! اس جہاں سے جانے والے تو چلے گئے، زندہ رہنے والے اس سوچ میں مبتلا ہیں کہ آخر ہمارے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ خون بہانے والے کون ہیں۔ ان کے مقاصد کیا ہیں۔ جب ہم سوچتے ہیں کہ یہ کون لوگ ہیں تو یہ سوچ کر دل بیٹھ جاتا ہے کہ یہ ہمارے اپنے ہی ہم مذہب بھائی ہیں جو اپنوں کا ہی خون بہا رہے ہیں۔ یہ اُس مذہب کے ماننے والے ہیں جس کا نام اسلام ہے۔ اسلام کیا ہے؟ جس کے معنی ہی امن اور سلامتی میں داخل ہونا ہیں۔ اسلام جس کے بانی سید الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، جنہوں نے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ ہو بانی اسلام نے تو انسانیت کے تحفظ کا درس دیا نہ جانے ہم کن راہوں پہ چل پڑے اور دعویٰ ہم دین اسلام کے داعی ہونے کا کرتے ہیں۔ جب کہ دین اسلام تو وہ دین ہے جس نے ہر چیز کو تحفظ دیا، ہر جان کو تحفظ دیا، دین اسلام ہی وہ دین ہے جس نے اپنے اوپر حملہ کرنے والوں کے بارے میں بھی کہا کہ ان کے ساتھ اس وقت تک جنگ کی جائے جب تک وہ تمہارے ساتھ جنگ کریں۔ جب وہ صلح کے لئے آمادہ ہو جائیں تو تم بھی جنگ بند کر دو۔ دشمن کے بچوں پر حملہ کرو، دشمن کی کھیتی کو تباہ نہ کرو، جنگ سے بھاگنے والے پر حملہ نہ نہ کرو اور اس کا عملی ثبوت جنگ بدر میں دیکھنے میں آتا ہے۔ اسلام اخلاقیات سے پھیلا ہے اور ہمیشہ اخلاق سے ہی پھیلے گا اگر تلوار کے ذریعے اسلام پھیلانا ہوتا تو جنگ بدر کے قیدیوں کو مسلمان کیا جا سکتا تھا۔ مگر ایسا نہ کر کے انسانیت کے ساتھ محبت کا عملی درس دیا۔ آج جب ہم اپنی حالتِ زار پر غور کرتے ہیں تو ذہن میں یہ سوال اٹھتا ہے کیا ہم رحمٰن کے بندے نہیں؟ تو اس بات کا جواب قرآن مجید کی سورۃ الفرقان کی آیت نمبر 69-68 میں بخوبی ملتا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے کہ وہ جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہیں پکارتے اور جس جان کو اللہ نے مارنا حرام کیا ہے اس کو قتل نہیں کرتے سوائے اس کے کہ انصاف چاہیں اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے گا۔ اس کو ملے گی گناہ (کی سزا) اور قیامت کے دن اس کو دوگنا حساب ہوگا ذلت وخواری

میں ہمیشہ رہے گا۔

اب یہاں پر اللہ تعالیٰ نے کن گناہوں کا ذکر کیا ہے۔(۱): اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا اب ہم غور کریں کہ اس گناہ میں ہم ملوث تو نہیں ہیں۔ جب ہم اپنے آپ پر غور کریں گے تو ہم حیران رہ جائیں گے کہ ہم میں سے ہر کوئی کسی نا کسی طریقے سے غیر اللہ کی عبادت کر رہا ہے کسی نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا لیا، کسی نے اپنے علماء کو معبود سمجھ لیا، کسی نے اپنی اغراض کے بت کے سامنے سجدہ ریزی شروع کر دی، کہیں پر قبر پرستی اور کہیں پر پیر پرستی نے جگہ لے لی۔ گویا کہ ہم اپنے معبودِ حقیقی کو بھول ہی گئے، مال و دولت کو اکٹھا کرنا اور اسی کی خاطر ہر عمل کرنا ہم نے اپنا وطیرہ بنا لیا، خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر ہم نے غیروں سے اپنی امیدیں وابستہ کرلیں اور دن بدن ہم اس گناہ میں جس کو قرآن مجید نے عظیم گناہ کہا اس میں مبتلا ہوتے چلے گئے۔ (۲): دوسرا گناہ جس کا قرآن مجید نے یہ کہا کہ عبادالرحمٰن یہ گناہ کبھی بھی نہیں کر سکتے۔ وہ تھا کسی جان کو ناحق قتل کرنا آج ہم نے اپنے ہاتھوں کو اپنوں ہی کے خون سے رنگین کر لیا۔ آج ہمارے اپنے ہی ہمارے ہاتھوں سے محفوظ نہیں ہیں۔ تیسرا گناہ جسے اللہ تعالیٰ نے سختی سے منع کیا وہ بے حیائی تھا مگر آج ہم مغرب کی پیروی میں اس گناہ کو بھی سرانجام دینے میں سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں۔ اب ہم وہ تینوں گناہ جن سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا تھا اس کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ اب جب ہم نے خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی تو پھر خدا تعالیٰ نے بھی جو وعید دی تھی وہ پوری کر دی کہ جو بھی یہ گناہ کرے گا میں اس کو ذلیل کر دوں گا تو آج ذلت اور رسوائی کی دلدل میں دھنسے جا رہے ہیں۔ پھر دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو کوئی بھی ایسا کرے گا میں اسے دو گنا عذاب دوں گا اور قیامت کے دن ان کے لئے آگ کا عذاب تیار کیا گیا ہے، ہم صرف مسلمان ہونے پر فخر کرتے ہیں اور عمل سے ہم بہت دور جا چکے ہیں۔ ہم قوم بنی اسرائیل کا حال بھول گئے جن کو اللہ تعالیٰ نے ان کے زمانے کے لوگوں پر فضیلت دی تھی، انہوں نے اللہ کی کتاب کو چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو مغضوب کا لقب دے دیا، آج ہمیں بھی اپنی حالت پر غور کرنی ہوگی کہ کہیں ہم بنی اسرائیل کی راہوں پر تو نہیں چل پڑے ملکِ عزیز کے اندر حالیہ دھماکوں میں فوت ہونے والوں کے ساتھ ہم سب کو دلی ہمدردی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہم دعا بھی کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس ملک کو امن کا گوارہ بنا دے مگر یہ ہماری دعائے اس وقت ہی رنگ لائے گی جب ہم اپنے عمل سے بھی اس ملک میں امن لانے کے لئے کوشش کریں گے، ہمارا وہ عمل اگر تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مطابق ہوگا تو خدا تعالیٰ ہمیں اس کا اچھا بدلہ دے گا اور اگر ہم نے اپنی خواہشات کی پیروی کی تو پھر نتیجہ ہمارے سامنے ہے جو پہلی قوموں کے ساتھ ہوا ہم بھی اسی سے دوچار ہوں گے۔ آج وہ وقت آ گیا ہے کہ ہم نفرتوں کو ختم کر کے محبت کی شمع روشن کریں۔ فرقہ واریت سے نکل کر ایک جماعت کی شکل اختیار کریں ہم انسانیت کے لئے اپنے بازوؤں کو پھیلا دیں اور ان کو تحفظ دینے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں اور یہ کوشش اسی طرح کرنی ہوگی جیسے ہمارے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں کی، آپ نے مدینہ کے یہودیوں کے ساتھ معاہدہ کیا کہ ہم تمہیں تحفظ دیں گے اور آپ کا یہ معاہدہ قائم رہا اور آپ کے بعد آپ کے صحابہ کرامؓ نے بھی ہمیشہ اقلیتوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا انہیں اپنی رعیت سمجھا اور ان کے مال و جان کی ہر لحاظ سے حفاظت کی، قرآن کریم کے دوسرے مقام پہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ خشکی اور تری میں جو فساد نظر آتا ہے یہ تمہارے اپنے ہاتھوں کا کیا ہوا ہے مطلب یہ کہ خدا تعالیٰ کسی قوم پر ظلم نہیں کرتا انسان بھی خود اپنے اعمال کی وجہ سے اپنے لئے مصائب اکٹھے کر لیتا ہے، آج انسانیت کے تحفظ کے لئے ضروری ہے کہ ہم کتاب اللہ کی جانب رجوع کریں اور ہادیِ برحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو اپنائیں تو اسی صورت میں ہم اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

احکامات قرآن کی تابعداری نجات کا واحد ذریعہ

زیاد احمد (شیخ محمدی)

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا یعنی عمل ختم ہو جائے گا۔ اس زمانے کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین ہوں گے۔ ان میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے یعنی تمام برائیوں کا وہی سرچشمہ ہوں گے''۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلعم نے فرمایا:

''میری اُمت پر بھی وہ حالات آئیں گے جو بنی اسرائیل پر آئے جن میں ایسی مطابقت ہوگی جیسے ایک پاؤں کے جوتے کو دوسرے پاؤں کے جوتے سے ہوتی ہے۔ بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی لیکن ایک فرقہ کے سوا باقی سب فرقے جہنمی ہیں وہ فرقہ میری اور میرے صحابہ کی سنت پر عمل پیرا ہوگا۔''

اس حدیث کی رو سے گو ہم ایک دوسرے کو جہنمی کہتے رہیں، ہر فرقہ اپنے آپ کو ہی ناجی سمجھتا رہے لیکن اعمال کو درست نہ کیا جائے تو یہ وہ راہ نہیں جس سے خدا کی محبت کو پایا جا سکے۔ اس حدیث میں کی گئی تمام پیشگوئیاں تو درست ہیں اور پوری ہوتی ہوئی بھی نظر آ گئی ہیں لیکن ناجی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرنے والوں کو یہ بات ذہن نشین کرنی ہوگی کہ وہ واحد فرقہ بننے کے لئے دعویٰ کی نہیں عمل کی ضرورت ہے۔ خدائے قدوس کسی خاص فرقہ کے نام لیواؤں کو ہی نجات نہ دے گا بلکہ وہ فرقہ اور گروہ تمام مسلمانوں میں سے تقویٰ، طہارت اور پاکیزگی اختیار کرنے والے فرمانبردار افراد پر مشتمل ہوگا۔ کوئی خاص عقیدہ اختیار کرنے سے نجات نہیں ملتی۔ آج ہم لوگوں کی حالت نہایت ابتر ہے۔

آج قرآن بند پڑا ہے ہم اللہ کو بھول گئے ہیں۔ اللہ سے دور ہو کر ہم سب کچھ بھول گئے۔ اپنی شناخت بھی بھول گئے ہم کون ہیں کہاں سے آئے اور ہمیں کہاں جانا ہے، ہماری منزل کون سی ہے ہم کس راہ کے مسافر ہیں، ہماری جڑ، بنیاد کون سی ہے، ہمارے اسلاف کون تھے، ہم یہ سب کچھ بھول گئے، بس یاد رہ گیا مجھے دنیا کمانی ہے، مجھے آگے نکلنا ہے اور سب کو پیچھے چھوڑ جانا ہے حالانکہ سب کچھ پیچھے چھوڑ کر ایک دن خالی ہاتھ نکل جانا ہے۔ ساتھ کچھ نہ ہوگا صرف اعمال ہوں گے۔ ہم ہیں مسافر دور کے اور زادِراہ پاس نہیں، وقت گزرا جاتا ہے اور روح کو ہماری بہت پیاس ہے وہ بیمار ہے اور اداس ہے، اپنے مرکز سے بچھڑ کر بے آس ہے، دل ہمارا بے چین ہے اور زمین پریشان ہے یقیناً یہ سزا ہے ہماری ناشکری کی۔ ''اگر تم شکر کرو گے تو میں زیادہ دوں گا اور اگر کفر کرو گے تو بے شک میرا عذاب بہت سخت ہے'' (القرآن)

ہم نے خدا کو بھلایا اس کی نعمتوں کو جھٹلایا۔ خوب کفرانِ نعمت کیا، اللہ کی خوب ناشکری کی جس کی یہ سزا ملی کہ دل سے چین رخصت ہوا، ذہن کا سکون مٹ گیا، دل خوشیوں سے محروم ہوا ہم سب خوشیوں کے متلاشی ہیں، سامان راحت خریدتے ہیں گھر سامان سے بھرتے ہیں لیکن دل پھر بھی خالی ہے، ذہنی سکون نہیں دلی خوشی نہیں ہم خوشیاں ڈھونڈتے پھرتے ہیں، گھروں سے بھاگے پھرتے ہیں گویا خود سے بھاگنا چاہتے ہوں، اپنے منفی خیالات سے اپنے منفی جذبات سے خود کو بچانا چاہتے ہوں، خود کو چھپانا چاہتے ہوں لیکن یہ کیسے ممکن ہے؟ ذہن تو آپ کا اپنا ہے، خیالات تو آپ کے اپنے ہیں، آپ کے اندر ہیں۔ ان منفی خیالات و جذبات سے نجات تو ممکن ہی نہیں اس لئے یہ فرار بالکل

بیکار ہے، حقائق کا سامنا کیجئے، اپنی روح کا جائزہ لیجئے یہ روح بھی آپ کی اپنی ہے آپ کے جسم کا ایک حصہ ہے کیوں صرف جسم سجائے جاتے ہیں کیوں روح کو پیاسا رکھتے ہیں، صرف اپنے نفس کی پیاس بجھاتے ہیں اور پھر خوش ہونا چاہتے ہیں، اللہ کو ناراض کر کے خود خوش رہنا چاہتے ہیں اللہ کی نافرمانیاں کر کے ناشکر گزاریاں کر کے اللہ کو منانا چاہتے ہیں کہ وہ رحیم ہے، کریم ہے، وہ معاف کرنے والا ہے بس اسی آس میں جئے جاتے ہیں، انتہائی قیمتی وقت کو برباد کئے جاتے ہیں ہم Risk Oriented بھی نہیں پھر اتنا بڑا رسک لے رکھا ہے، اللہ کی صفت رحیمی پر تکیہ کر رکھا ہے وہ قہار بھی ہے جبار بھی ہے اس کی پکڑ زبردست بھی ہے وہ منصف بھی ہے، منتقم بھی ہے ان سب اوصاف کو بھول ہی گئے۔

یاد رہا تو کیا بس وہ رحیم ہے، وہ کریم ہے، وہ نکتہ نواز ہے وہ معاف کرنے والا ہے جب کہ یہ ایک شیطانی دھوکہ ہے خود ہمارے نفس کا چلایا چکر ہے جو ہمیں بہلاتا ہے راغب کرتا ہے اور گناہوں کی طرف پھسلاتا ہے بس کر لو تم پوری دل کی ہر خواہش یہ نہ دیکھو کیا ثواب ہے اور کیا گناہ ہے۔

ہم امت محمدیؐ میں ہونے کا سوچ کر شفاعت پر امید لگائے کیا کچھ نہیں کر گزرے۔ قرآن سے رشتہ توڑتے ہیں، سنت سے منہ موڑتے ہیں، گناہوں میں گرفتار ہیں، توبہ سے دور ہیں۔ آج ہماری حالت یہ ہوگئی ہے کہ ہم سمجھنے لگے ہیں کہ دین 1400 سال پرانا ہوگیا۔ اب یہ نیا دور ہے اس کے تقاضے بھی نئے ہیں اس لئے دین اور اس کے اصول قابل عمل ہی نہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ اگر ہم دین سے دوری اختیار کرتے ہیں تو ہم مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں۔ خدا کو ہماری عبادت کی ضرورت نہیں لیکن ہمیں خدا کی ضرورت ضرور ہے۔ انسان حتی المقدور ہی کوشش کر سکتا ہے جہاں انسان کی سوچ اور قدرت کی انتہاء ہوتی ہے وہیں سے اللہ کی قدرت اپنی چمکار دکھانا شروع ہوتی ہے۔ انسان کمزور اور بے بس ہے وہ اپنے خود ساختہ قوانین اور اصولوں کے ذریعہ امن عالم قائم کرنے سے قاصر اور لاچار ہے۔ دنیا میں جب بھی اصلاح ہوگی وحی الٰہی کی روشنی میں ہوگی جس کی احسن اور حتمی صورت قرآن مجید ہے۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ضروری ہے کہ ہم قرآن کو اپنے لئے راہبر بنائیں اور اسی کے مطابق اپنی زندگی کے فیصلہ جات کریں۔ یہی وہ صورت ہے جس کے ذریعے ہم دنیاوی اور اخروی کامیابی اور فلاح مبین تک پہنچ سکتے ہیں۔

نجات کا واحد ذریعہ قرآن کی تابعداری اور فرمانبرداری ہے اور یہی واحد ذریعہ نجات کا ہے نہ کہ کسی خاص گروہ کی خالی اور بیکار معیت۔

جمال وحسن قرآں نور جان ہر مسلمان ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پاک اور سنت نبویؐ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

معلوماتی لیکچر برائے آرتھوپیڈک مریضاں

سنٹرل انجمن کے زیر اہتمام ماہِ فروری میں دارالسلام لاہور، پاکستان میں ''ہڈی جوڑ کے مریضوں کے لئے'' ایک مفید معلوماتی لیکچر رکھا گیا۔

یہ لیکچر محترم ڈاکٹر جواد احمد صاحب نے دیا جو کہ گزشتہ دنوں انگلینڈ سے پاکستان گئے ہوئے تھے۔ اس لیکچر میں ''ہڈی جوڑ کے امراض'' کی وجوہات، علامات اور بچاؤ کے طریقوں سے آگاہ کیا گیا۔

اس لیکچر کو مریضوں اور دوسرے احباب نے انتہائی مفید پایا اور ڈاکٹر جواد احمد صاحب اور سینٹرل انجمن کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے جماعت کے احباب کے لئے ایسے مفید لیکچر کا اہتمام کیا۔

☆☆☆☆

مدثر عزیز (مدیر) پیغام صلح انٹرنیشنل نے دفتر 7-8 برنیئر سٹریٹ 10713 برلن (جرمنی) سے شائع کیا

بنی آدم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خطاب

برموقع حجتہ الوداع

اے لوگو! میں خیال کرتا ہوں کہ میں اور تم پھر کبھی اس مجلس میں اکٹھے نہیں ہوں گے۔

لوگو! تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ایسی ہی حرام ہیں جیسا کہ تم آج کے دن کی، اس شہر کی، اس مہینہ کی حرمت کرتے ہو۔

لوگو! تمہیں عنقریب خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی بابت سوال فرمائے گا۔ خبردار! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔

لوگو! میں جاہلیت کی ہر ایک بات اپنے قدم کے نیچے کچلتا ہوں۔ جاہلیت کے قتلوں کے جھگڑے ملیا میٹ کرتا ہوں۔ پہلا خون جو میرے خاندان کا ہے۔ یعنی ابن ربیعہ بن الحارث کا خون جو بنی سعد میں دودھ پیتا تھا اور ہذیل نے اسے مار ڈالا تھا میں چھوڑتا ہوں۔ جاہلیت کے زمانہ کا سود ملیا میٹ کر دیا گیا۔ پہلا سود اپنے خاندان کا جو میں مٹاتا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے۔ وہ سارے کا سارا چھوڑ دیا گیا۔

لوگو! اپنی بیویوں کے متعلق خدا سے ڈرتے رہو۔ خدا کے نام کی ذمہ داری سے تم نے ان کو بیوی بنایا اور خدا کے کلام سے تم نے ان کا جسم اپنے لئے حلال بنایا ہے۔ تمہارا حق عورتوں پر اتنا ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی غیر کو نہ آنے دیں۔
عورتوں کا حق تم پر ہے کہ تم ان کو اچھی طرح کھلاؤ۔ اچھی طرح پہناؤ۔ لوگو! میں تم میں وہ چیز چھوڑ چلا ہوں کہ اگر اسے مضبوط پکڑ لو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ وہ اللہ کی کتاب قرآن حکیم ہے۔

لوگو! نہ تو میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ تمہارے بعد کوئی نئی امت ہوگی خوب سن لو کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور پنجگانہ نماز ادا کرو۔ سال بھر میں ایک مہینہ رمضان کے روزے رکھو۔ مال کی زکوٰۃ نہایت خوش دلی کے ساتھ دیا کرو۔ خانہ خدا کا حج بجالاؤ اور اپنے حکام کی اطاعت کیا کرو۔ جس کی جزا یہ ہے کہ تم فردوس بریں میں داخل ہو گے۔

لوگو! قیامت کے دن تم سے میری بابت بھی دریافت کیا جائے گا۔ ذرا بتادو کہ تم کیا جواب دو گے، سب نے عرض کیا۔ ہم اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ آپ صلعم نے اللہ کے احکام پہنچا دیئے۔ رسالت ونبوت کا حق ادا کر دیا اور ہمیں کھوٹے اور کھرے کی بابت اچھی طرح بتا دیا۔ اس پر آپ نے تین بار بلند آواز سے کہا۔ اے اللہ تو گواہ رہ۔ اللھم صلی علی نبینا محمد وبارک وسلم علیہ (رحمتہ للعالمین)